

بیان القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

اب دوانداز سے دستیاب ہے

- خوبصورت ٹائلش ● سفید کاغذ ● معیاری طباعت
- 2935 صفحات پر مشتمل، سات جلدیں میں
1 (اللّٰہ الک بڑیں بھی دستیاب ہیں!)
- کامل سیٹ کی قیمت: 6000 روپے
- متعدد اضافی خوبیوں کا حامل، طبع جدید
- قرآنی رم المط ● تفسیری سائز ● عمدہ سفید کاغذ ● مضبوط مرکوجلد
2560 صفحات پر مشتمل، چار جلدیں میں
کامل سیٹ کی قیمت: 9600 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

K-36، ماؤنٹ ٹاؤن لاہور، فون: 3 (042) 35869501

ڈو القعده ۱۴۲۳ھ
جولن ۲۰۲۳ء



میثاق

یکی از مطبوعات
تنظیمِ اسلامی
بانی: ڈاکٹر احمد راجح

حیاتِ ذمیوی کا قرآنی فلسفہ
بانی تنظیمِ اسلامی ڈاکٹر احمد راجح
رمضان المبارک کے اهداف و مقاصد
محمد شید عمر

مشمولات

5	عرض احوال	اے اللہ ہم پر رحم فرماء!
9	بيان القرآن	سورۃ المزمل
20	ذبح عظیم	حیاتِ دنیوی کا قرآنی فلسفہ
23	دعوت فکر	رمضان المبارک کے اهداف و مقاصد
34	حسن معاشرت	دینی و دنیاوی معاملات میں میانہ روی
45	تذکیرو موعظت	تو بہ کیوں ضروری ہے؟
59	یادِ رفتگان	آہ مفتی عظم!
71	اُدخلوا فی السَّلْمِ كَافَةً	دینِ اسلام کا مکمل نفاذ
75	ظروف و احوال	امریکی معاشرے میں خونی ہتھیاروں کی بہتات
79	گاہِ گاہ بازخواں	رضی الدین سید انور بشیر
ماہنامہ میثاق	ماہنامہ میثاق	جنون 2023ء
(4)	(4)	جنون 2023ء

وَإِذْ كُرُونَعَهُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَمِثْقَاتُهُ الَّذِي وَأَنْقَمْتُ يَهَا إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطْعَنْنَا (الساختة: ۷)

ترجمہ: اور اپنے اپرالند کے فضل اور اس کے میثاق کو یاد رکھو جو اس نے تم سے لیا جبکہ تم نے اقرار کیا کہ ہم نے ماں اور اطاعت کی!



جلد	:	72
شمارہ	:	6
ذوالقعدہ	:	1444ھ
جنون	:	2023ء
سالانہ زیرِ تعاون:	:	50 روپے فی شمارہ : 500 روپے

مُدِير حافظ عاکف سعید
مجلس ادارت: حافظ عاکف سعید
ایوب بیگ مرزا خورشید احمد

نائب مُدِير حافظ خالد محمود خضر
اراستی معاون: حافظ خالد محمود خضر
حافظ محمد ابید محمد خلیق

مکتبہ خدام القرآن لاہور

مقام اشاعت: 36۔ کے ماذل ٹاؤن لاہور 54700، فون: 3-35869501

مکتبہ: 35834000، ای میل: maktaba@tanzeem.org

تریلر زر: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

رابط برائے ادارتی امور: (042)38939321

publications@tanzeem.org

ویب سائٹ: www.tanzeem.org

مرکزی دفترِ تنظیم اسلامی: "وازار الاسلام" ملکان روڈ چوہنگ لاہور

(پوٹ لوڈ 53800) فون: 78-35473375 (042)

پیاس: ناظم مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

طان: رشید احمد پورہ دری طبع: مکتبہ جدید پلیس (پارک یونیٹ) لیمنڈ



اے اللہٗ ہم پر رحم فرم!

ہمیں کسی اور زبان کا تو خاص علم نہیں البتہ اردو لغت پاکستان کی موجودہ سیاسی اور معاشی دگرگوں حالت بیان کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ قومی سطح پر جو اضطراب و اضطرار ہے اور یہ جانی و پریشانی اور بے یقینی کی کیفیت ہے اُس کا نقشہ ان الفاظ کے استعمال سے بھی پورے طور پر سامنے نہیں آتا۔ سرمایہ کاری رک چکی ہے، صنعتیں بند ہو رہی ہیں، روزگار کی پہلی ہی کوئی ایسی اچھی حالت نہ تھی۔ کوئی باپ بے روزگاری اور معاشی تنگ دستی سے مجبور ہو کر حرام موت کو گلے لگا رہا ہے تو کوئی ماں بھوک سے بلکہ بچوں کو بے سہارا چھوڑ کر زمین کے پیٹ کو زین کی پیٹھ پر ترجیح دے رہی ہے۔ کراچی جس کی رونقیں بکھی مشہور تھیں، وہاں اگر کوئی ساعت ایسی گزر جائے کہ راہزنوں کی شہریوں سے چھینا چھٹا نہ ہو تو یہ ایک بریگنگ نیوز کی مانند ہے۔ لاکھوں پاکستانی اپنا دلیں چھوڑ کر دیار غیر جا چکے ہیں، لاکھوں رخت سفر باندھ رہے ہیں۔ گزشتہ سال تک ہم اس خوف کا اظہار کر رہے تھے کہ کہیں ہمارا حال بھی سری لنکا جیسا نہ ہو جائے، آج معاشی لحاظ سے ہم اس سے بھی کمزٹ سطح پر آگئے ہیں۔

موہم گرمازوں پر ہے، شاید اسی لیے ہمارے زر مبادلہ کے ذخائر بھی برف کی طرح پگھل رہے ہیں۔ سینکڑوں کٹنیز بند رگا ہوں پر آئے پڑے ہیں لیکن ہمارے پاس پیسے نہیں کہ انہیں چھڑا کر ملک کے اندر لا سکیں اور اپنے عوام کو ضرور یات زندگی فراہم کر سکیں۔ اگرچہ ہمارا روایتی کشکول پوری طرح حرکت میں ہے لیکن کوئی تھی اب اُس میں کچھ ڈالنے کو تیار نہیں۔ پھر یہ کہ ہم اس بدترین صورت حال میں بھی اس کے سوراخ بند کرنے کو تیار نہیں۔ ڈالر جو خود دنیا بھر میں بے تو قیری کا شکار ہے، پاکستان میں اُس نے ٹرپل سپری مکمل کر لی ہے لیکن پھر بھی نایاب ہے۔ ڈالر آگے بھاگ رہا ہے اور ہمارا امپورٹر گرتا پڑتا اُس کا تعاقب کرتے ہوئے ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ بلا ول بھٹو کئی ارب روپے کے مساوی زر مبادلہ یورپ، مہنامہ میثاق (5) جون 2023ء

خاص طور پر امریکہ کے اسفار میں لگا چکے ہیں لیکن نتیجہ صفر نہیں بلکہ ماہنس میں ہے۔ اس حکومت کو شروع میں امریکہ اور یورپ کی جو حمایت حاصل تھی وہ اب نہیں رہی۔ اس کی وجہ حکومتی کارکردگی کی بڑی طرح ناکامی اور کرپشن ہے۔

حکومتی جماعت کے اپنے انتہائی اہم کرن اور سابق وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی رمضان المبارک کے دوران مفت آئی کی تقسیم میں بیس ارب روپے کی کرپشن کی آواز لگا رہے ہیں، لیکن کسی انگوائری کی ضرورت محسوس نہیں کی جا رہی۔ جیران کن بات یہ ہے کہ ساری دنیا کا سیر سپاٹا کرنے والے وزیر خارجہ نے سو اسال میں ہمسایہ اسلامی برادر ملک افغانستان جس کے ساتھ ہمارے بہت سے مسائل جڑے ہوئے ہیں، وہاں جانے کی تکلیف گوار نہیں کی۔ وزیر مملکت حنار بانی کھڑکو وہاں بھیج کر افغان طالبان کی حکومت کو مزید ناراض کیا گیا ہے جو امریکہ کے ساتھ ہماری ضرورت سے زیادہ گہری وابستگی اور اتمی جنس شیرنگ پر پہلے ہی ہم سے ناراض تھی۔ وزیر اعظم شہباز شریف ملک کو اس حالت میں چھوڑ کر جبکہ معاشر ابتوی انتہاؤں کو چھوڑ رہی ہے اور سیاسی عدم استحکام عروج پر ہے، ماضی کے آقاوں کی رسم تاج پوشی میں یقینی زر مبادلہ خرچ کر کے پہنچ۔ سرکاری دورہ ہونے کے باوجود برطانیہ کی وزارت خارجہ کے ایک جو نیز آفسر نے اُن کا استقبال کیا۔ کون ہماری عزت کرے گا جب ہم اپنی عزت کی نیلام خود ہی کرتے رہیں گے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بے جانہ ہو گا کہ بھارت کی طرف سے رسمی عہدہ پر فائز نائب صدر نے اس تقریب میں حصہ لیا۔ بھارت کے وزیر خارجہ نے کچھ عرصہ پہلے برطانیہ کو بے نقط سنائی تھیں کہ انگریز ہندوستان میں حکومت کے دوران ہماری دولت لوث کر برطانیہ کے گیا تھا اور ہمارا خط جو دنیا کا امیر ترین خط تھا اسے دیوالیہ کر دیا تھا۔ انگریز کے ہندوستان آنے سے پہلے اس علاقے کو سونے کی چڑیا اور انہیں گھر کہا جاتا تھا۔ بہر حال پاکستان ہنگامی صورت حال سے دو چار تھا اور روزہ روزہ میں لندن میں بر اجمنا تھے۔ عوام جانیں اور ان کی غربت و افلas اور بے چارگی جانے!

اپوزیشن یعنی تحریک انصاف ملک کی سب سے بڑی جماعت ہونے کی دعوے دار ہے۔ وہ عدل و انصاف، انسانی حقوق اور جمہوریت کے نفرے لگاتی ہے۔ خود کو دوسری سیاسی جماعتوں سے منفرد اور بلند اخلاقی کا دعویٰ کرتی ہے۔ ایک آزمائش میں وہ بھی بڑی طرح ناکام ہوئی ہے۔ مہنامہ میثاق (6) جون 2023ء

حوالے سے تعلق ہے۔ اگر ایک ریاستی ادارہ ان کے مفاد میں کام کر رہا ہے تو بہت اچھا ہے اور وہی ادارہ اگر دوسری جماعت کے اسی طرح کے مفاد کو دیکھے تو بہت برا۔ سیاست دان ذاتی اقتدار اور مفادات کے لیے مکمل طور پر خود غرض بلکہ اندھے ہو چکے ہیں۔ ایک جماعت اپنے ہی سرحد کی مخالفوں پر چڑھ دوڑی ہے۔ کیا ہم اتنا بھی شعور نہیں رکھتے کہ انہیں مزدور کر کے ہم تو ہی سطھ پر خود کشی کے مرتكب ہو رہے ہیں۔ کبھی یہ جماعت فوج کے ساتھ ایک پیچ پر تھی۔ دوسری جماعت جو اپنی **سٹیبلشمنٹ** ہونے پر فخر ہو جوں کرتی تھی، آج اُس کے کندھوں پر سوار ہو کر حکومت کر رہی ہے اور عدالیہ پر گولہ باری کر رہی ہے۔ جوں کو ان کے گھر جلانے کی دھمکی دے رہی ہے۔ وزیر مملکت ایک خاتون ہو کر جوں کو کہہ رہی ہے کہ ہم تمہیں گریبانوں سے پکڑ کر باہر گھیٹ لائیں گے۔ وہ جو ایک ترانہ ہے ”ہم زندہ قوم ہیں!“ کیا ہم اس زندگی سے اکتا تو نہیں گئے؟ کیا دنیا میں کہیں اور بھی کسی کو کمانڈر کا گھر لوٹا اور جلا یا گیا؟ کیا دنیا کی کسی اور حکومت کے وزیروں نے بھی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا گھر جلانے اور گریبان سے پکڑ کر باہر گھیٹ لانے کے بیانات دیے ہیں؟ یہ وہی چیف جسٹس ہیں جنہوں نے عمران خان کو آدمی رات کو فارغ کیا تھا۔ ہماری عدالیہ نے ایک عالمی ریکارڈ یہ بھی قائم کیا ہے کہ اپنا فیصلہ ویب سائٹ پر چڑھا کر عمران کی گرفتاری کے بعد اتار دیا اور کہا گیا کہ نئے فیصلے کے لیے نیا نتیجہ بنے گا۔ یہ پکھھ ہو تو پھر کیوں نہ کہیں ”ہم مردہ قوم ہیں!“ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم خود اپنے پر حرم نہیں کر رہے اور اللہ سے کہتے ہیں: اے اللہ ہم پر حرم فرماء! بہر حال یہ کہے بغیر چارہ بھی نہیں کہاے اللہ ہم پر حرم فرماء!!



جہاد فی سبیل اللہ

اصل حقیقت، اہمیت و نزوم اور مراحل و مدارج

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار الحمد**^{حفظہ اللہ} کا ایک جامع خطاب

چیزیں تحریک انصاف عمران خان کی گرفتاری پر اُس کے کارکنوں نے جو طوفان بد تیزی برپا کیا اور سرکاری املاک کا جو حشر کیا وہ صرف اُن کی جماعت ہی کے لیے نہیں ہر پاکستانی کے لیے باعث شرمندگی اور خجالت تھا۔ لاہور کے کورکمانڈر ہاؤس میں داخل ہو کر وہاں توڑ پھوڑ اور لوٹ کھوٹ کی گئی پھر اسے نذر آتش کر دیا گیا۔ سڑکوں پر گزرتے ہوئے عام فوجی سپاہیوں پر پتھر پھینکنے لگے۔ ذرائع آمدورفت میں رکاوٹ ڈال کر عوام کے لیے مصائب کھڑے کر دیے۔ ریل گاڑیاں روکنے کی کوشش کی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان کی اسلام آباد ہائی کورٹ کے احاطہ سے گرفتاری اور اُن سے پولیس کی بدسلوکی کوئی اچھا طرز عمل نہیں تھا۔ گرفتاری کا عمل پہلے عام آدمی کے نگاہ میں مشکوک تھا، پھر عدالت عظمی نے اُس کو غیر قانونی قرار دے کر ہم تصدیق شبت کر دی۔ البتہ تحریک انصاف سے یہ سوال پوچھنا لازماً بتا ہے کہ اس میں بے چارے عوام کا کیا قصور تھا کہ دو دن اُن کی زندگی عذاب بی رہی! اُن کے لیے روزمرہ زندگی کا تسلیم برقرار رکھنا ممکن نہ رہا۔ خدا جانے کتنی ایسی موڑ سایکلیں نذر آتش ہو گئیں جو بے چارے غریب عوام نے خون پسینہ ایک کر کے بکشکل حاصل کی تھیں۔ اُس دیہاڑی دار کا کیا قصور تھا جس کے لیے آپ نے سڑکوں اور راستوں سے گزرنما عذاب بنادیا اور وہ خالی ہاتھوں واپس گھر لوٹا؟ ذرا اپنے ضمیر کو ٹوپیں اور جواب دیں کہ آپ نے انسانیت کی کیا خدمت کی؟ ریڈ یو پاکستان کا قصور یہ تھا کہ وہ خریں پہنچا رہا تھا، لیکن آپ نے اُس کی عمارت جلا دی۔ عمران خان کی گرفتاری کے ساتھ کسی ادارے کا تعلق تھا یا نہیں، اُسے نقصان پہنچانے کا کیا جواز تھا؟ صوبہ KPK اس معاملے میں دوسرے صوبوں سے بازی لے گیا۔ وہاں ایک ایسی غیر اسلامی ہی نہیں غیر انسانی حرکت بھی کی گئی جس کا ذکر کر کے روح کانپ اٹھے۔ ایک ایمیل میں کروک کر میر پیش کو سڑک پر کھڑا کر دیا گیا اور گاڑی کو آگ لگادی گئی۔ اے انصاف کے دعوے دارو! بتاؤ درندگی اور وحشیانہ پن کیا کسی اور چیز کا نام ہے؟ حکومت کی بات چھوڑو روز قیامت اللہ کو کیا جواب دو گے؟ یہ خلاف اسلام ہی نہیں خلاف انسانیت بھی ہے۔

افسوں صد افسوں! ہمارے ریاستی اداروں کا بھی حال اچھا نہیں۔ کوئی طاقت کا غلط استعمال کر رہا ہے اور کوئی انصاف کا خون کر رہا ہے۔ ریاستی ادارے سیاسی جماعتوں سے نسبت اور تعلق کے حوالے سے قسم ہو چکے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کا ریاستی اداروں سے اپنے مفاد کے مہتممہ میثاق (7) جون 2023ء

سُورَةُ الْمُزَمِّلٍ

سورۃ المزمل اور سورۃ المدثر کا آپ میں جوڑے کا تعلق ہے، بلکہ اس سے آگے سورۃ الناس تک تمام (۲۰) سورتیں جوڑوں کی شکل میں ہیں۔ ان دونوں سورتوں کے آغاز کی آیات لفظی اور معنوی اعتبار سے بالکل ایک جیسی ہیں۔

آیات ایم ۱۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

يَا أَيُّهَا الْمُزَمِّلُ ۝ قُمِ الْيَلَ ۝ إِلَّا قَلِيلًا ۝ يَصْفَةً أَوْ أَنْقُضُ مِنْهُ
قَلِيلًا ۝ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ سَأَتِلُ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سَنُلْقِنُ
عَلَيْكَ قُولًا شَفِيلًا ۝ إِنَّ نَاسِشَةَ الْيَلِ هِيَ أَشَدُ وَطَأً وَ أَقْوَمُ
قَلِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا طَوِيلًا ۝ وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ
تَبَثَّلْ إِلَيْهِ تَبَثِيلًا ۝ رَبُّ الْمُشْرِقِ وَ الْمُغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
فَاتَّخِذْهُ وَ كِيلًا ۝ وَ اصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا
جَيْلًا ۝ وَ ذَرْنِي وَ الْمُكَذِّبِينَ أُولَئِكُمْ وَ مَهْمُمُ قَلِيلًا ۝ إِنَّ
لَدِيْمَا آتَكَالَا وَ جَيْلًا ۝ وَ طَاعَمَا دَاغِصَةً وَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝
يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَ الْجَبَالُ وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيرًا مَمْبِلًا ۝
إِنَّا أَمْرَسْلَنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَمْرَسْلَنَا إِلَى
فَرْعَوْنَ رَسُولًا ۝ فَعَصَى فَرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخْذَنَهُ أَخْنَا
وَ بِيلًا ۝ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرُتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوَلَدَانَ

شَيْبَاتٌ ۝ السَّيَّاءُ مُنْفَطِشٌ بِهِ ۝ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ هَذِهِ
تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۝

آیت ۱) «يَا أَيُّهَا الْمُزَمِّلُ ۝» ”اے کمبل میں لپٹ کر لیٹنے والے (صلی اللہ علیہ وسلم)!“
فَذَاهٌ آباؤنَا وَ أَمْهَاتُنَا۔

آیت ۲) «قُمِ الْيَلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝» ”آپ کھڑے رہا کریں رات کو (نمایز میں) سوائے
اس کے تھوڑے سے حصے کے۔“

آیت ۳) «نَصْفَةً أَوْ أَنْقُضُ مِنْهُ قَلِيلًا ۝» ”(یعنی) اس کا آدھا یا اس سے تھوڑا کم
کر لیجیے۔“

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آدمی رات یا ایک تھائی رات کا قیام کریں۔

آیت ۴) «أَوْ زِدْ عَلَيْهِ» ”یا اس پر تھوڑا بڑھالیں،“

یا پھر رات کا دو تھائی حصہ قیام میں گزاریں۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام الیل کا دورانیہ یا
نصاب ایک تھائی رات سے لے کر دو تھائی رات تک ہونا چاہیے۔ اس نصاب میں ہمارے لیے
رمضان کے قیام الیل کے حوالے سے بھی راہنمائی موجود ہے۔ رمضان کی راتوں کے قیام کے
بارے میں حضرت ابو ہریرہ (رض) سے مردی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفرَانَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ،
وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفرَانَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ، وَمَنْ قَامَ
لَيْلَةَ الْفُتْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفرَانَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) (۱)

”جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے
پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن
سنے اور سنانے کے لیے)، ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے بھی تمام سابق
گناہ معاف کر دیے گئے اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے)
ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطایں بخش دی گئیں!“

۱۔ صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، باب فضل ليلة القدر۔ وصحیح مسلم،
کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب في قيام رمضان وهو التراویح۔

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم ذمہ داری کے بارے میں بتایا جا رہا ہے جس کا بوجھ عقریب آپ کے کندھوں پر پڑنے والا تھا۔ اخلاق و کردار کے اعتبار سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی انسانیت کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز تھے، لیکن اب رسالت کی کٹھن ذمہ داریوں کے حوالے سے آپ کو مزید ریاضت کرنے کی ہدایت کی گئی کہ اب آپ رات کا پیشتر حصہ اپنے رب کے حضور کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھنے میں گزار کریں اور اس طرح قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ اپنے اندر جذب کریں۔

آیت ۷ ﴿إِنَّ نَاسِنَةَ الَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطَأً﴾ ”یقیناً رات کا جا گنا بہت موثر ہے نفس کو زیر کرنے کے لیے“

﴿وَأَقُومُهُ قِيلًا⑥﴾ ”اور بات کو زیادہ درست رکھنے والا ہے۔“

یہ نہایت سکون و اطمینان کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت بندے اور اللہ رب العزت کے درمیان کوئی جواب نہیں ہوتا۔

آیت ۸ ﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا طَوِيلًا⑦﴾ ”یقیناً دن کے اوقات میں تو آپ کے لیے بڑی مصروفیات ہیں۔“

دن کے اوقات میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی دوسری مصروفیات کا سامنا ہوتا ہے۔ دعوت کے سلسلے میں طرح طرح کے لوگوں سے ملا اور ان کی کڑوی کیلی باتیں سننا بذات خود ایک تکلیف دہ عمل ہے۔ ان مصروفیات میں آپ کی توجہ بڑی رہتی ہے۔ لیکن رات کی تہائیوں میں تو بس آپ ہیں اور آپ کارب ہے۔ اس وقت آپ پوری توجہ اور جمعی سے اپنے رب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

آیت ۹ ﴿وَإِذْ كُرِّاسْمَ رَبِّكَ وَتَبَثَّلَ إِلَيْهِ تَبَثَّلِيلًا⑧﴾ ”اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں اور ہر طرف سے کٹ کر بس اُسی کے ہو رہیں۔“

تبثثل کا معروف مفہوم تو یہی ہے کہ سب سے کٹ کر کسی ایک کا ہو جانا، لیکن عملی طور پر اس حکم کے ذریعے ایک بندہ مومن سے ”بے ہمہ و باہمہ“ کی کیفیت مطلوب ہے۔ یعنی رشتتوں اور تعلقات کے بھومیں ظاہر سب کے ساتھ نظر آ، لیکن حقیقت میں تمہارا تعلق کسی کے ساتھ بھی نہ ہو۔ جیسے قیامت کے دن ہر انسان کو انفرادی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونا ہوگا۔

اب ظاہر ہے ”قیام اللیل“ کی اصطلاح کا اطلاق رات کے ایک بڑے حصے کے قیام پر ہی ہو سکتا ہے۔ گفتہ بھر میں جیسے تیس رکعتیں پڑھ کر سو جانے کو قیام اللیل نہیں کہا جاسکتا۔ اور یہ بیس رکعتوں کا نصاب تو اصل میں ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے سارا دن محنت و مشقت میں گزارنا ہے۔ ایسے لوگوں کی مجبوری کو پیش نظر کھتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے قیام اللیل کا ایک کم سے کم معیار مقرر فرمادیا تھا۔ البتہ جن لوگوں کے حالات موافق ہوں انہیں رمضان المبارک میں ہر صورت زیر مطالعہ آیات کے مفہوم و مدعای مطابق قیام اللیل کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اسی طرح وہ حضرات جو اپنی ملازمت وغیرہ سے ایک ماہ کی رخصت لے سکتے ہوں انہیں بھی چاہیے کہ وہ اپنی سالانہ چھٹیاں سیر سپاؤں پر رضائی کرنے کے بجائے رمضان کے لیے بچا کر کھا کریں، تاکہ قیام اللیل کی برکتوں سے کما حقہ مستفید ہو سکیں۔

آیت ۱۰ ﴿وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا⑨﴾ ”اوڑھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے جائے۔“

ترتیل کے معنی قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پڑھنے کے ہیں۔ گویا قیام اللیل کا اصل لازمہ قرآن مجید کی تلاوت ہے اور وہ بھی ترتیل کے ساتھ۔ واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم نبوت کے بالکل ابتدائی دور میں دے دیا گیا تھا۔ بعد میں جب باقاعدہ پانچ نمازیں فرض ہو گئیں تو قیام اللیل کو منحر کر کے تجدی کی شکل دے دی گئی، لیکن اس میں بھی قرآن کی تلاوت پر زور دیا گیا: ﴿وَمِنَ النَّيْلِ فَتَهَجَّدِيه﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹) یعنی تجدی بھی قرآن کے ساتھ (یہ) ادا کریں۔ تجدی کا حق یوں ادا نہیں ہوتا کہ چند منحر سروتوں کے ساتھ آٹھ رکعتیں ادا کیں اور پھر بیٹھ کر دوسرے اذکار میں مشغول ہو گئے۔ بہر حال جسے اللہ تعالیٰ نے تجدی کی توفیق دی ہو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اتنا قرآن ضرور یاد کرے جس سے تجدی کا کچھ نہ کچھ حق ادا ہو سکے۔

آیت ۱۱ ﴿إِنَّا سَنُلِقُ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا⑩﴾ ”ہم عقریب آپ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں۔“

اس سے مراد رسالت (انذار و تبلیغ) کی ذمہ داری ہے، جس کے بارے میں پہلا حکم سورہ المرثی کی ابتدائی آیات میں آیا تھا۔ واضح رہے کہ سورہ المرثی کی زیر مطالعہ آیات (غالباً ابتدائی نو آیات) تیسری وحی کی صورت میں نازل ہوئیں، جبکہ اس کے بعد نازل ہونے والی چوتھی وحی سورہ المرثی ابتدائی آیات پر مشتمل تھی۔

چھوڑ دیں، جو بڑی نعمتوں سے نوازے گئے ہیں۔“

ان کو مال و اولاد بڑی بڑی جائیدادیں اور طرح طرح کی دوسری نعمتیں بھی میں نے ہی عطا کی ہیں اور اب ان کی سرکشی کا مزہ بھی انہیں میں ہی چکھاؤں گا، لہذا ان کا معاملہ آپ پر مجھ پر چھوڑ دیں۔ نوٹ کیجئے ابتدائی دور کی ان سورتوں میں ذریغی اور ذریعہ کے صیغہ بار بار آرہے ہیں۔

»وَمَهْلِهُمْ قَلِيلًا⑪« ”اور ابھی آپ انہیں تھوڑی سی مہلت دیں۔“

قبل ازیں ہم سورہ مریم میں اس سے ملتا جلتا یہ حکم بھی پڑھ پچے ہیں: «فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعْدُلُهُمْ عَدًّا⑫» ”تو آپ ان کے خلاف (فینسلے کے لیے) جلدی نہ کیجیے۔ ہم ان کی پوری پوری لگتی کر رہے ہیں۔“ سورہ الطارق کی اس آیت میں بھی بالکل یہی مضمون بیان ہوا ہے: «فَمَهْلِلُ الْكُفَّارِ إِنَّمَهْلَهُمْ رُؤْيَاً⑬» ”پس آپ کافروں کو مہلت دیں، بس تھوڑی سی مزید مہلت۔“

آیت ۱۲: 『إِنَّ لَكُمْنَا أَنْكَلًا وَّجَهِيَّةً⑭』 ”ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھرتکتی آگ ہے۔“

آیت ۱۳: 『وَظَاعَمَاً ذَاقْصَةً⑮』 ”اوڑہ کھانا جو حق میں اٹک جائے گا۔“ اس سے مراد ”رُؤوم“ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں متعدد بار ہوا ہے۔ (اس کی تفصیل سورۃ الواقعہ آیت ۵۲ کے ضمن میں دیکھی جاسکتی ہے۔)

»وَعَذَابًا أَلِيمًا⑯« ”اوڑ دننا ک عذاب ہے۔“

یعنی یہ لوگ جہنم کا ایندھن بننے اور اس کے دردناک عذابوں کا مزہ چکھنے کے لیے کشاں کشاں اس کی طرف جا رہے ہیں، لیکن ابھی ہم کچھ دیر کے لیے انہیں مہلت دینا چاہتے ہیں۔

آیت ۱۷: 『يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيرًا مَهِيلًا⑰』 ”جس دن کہ زمین اور پہاڑ لرز نے لگیں گے اور پہاڑ ریت کے کھڑتے تو دے بن جائیں گے۔“

کوہ ہمالیہ جیسے بڑے بڑے پہاڑ اُس دن ریزہ ریزہ ہو کر ریت کے ٹیلوں (sand dunes) کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر ان ٹیلوں کے پھسلنے اور کھرنے کے باعث زمین کے تمام نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے۔ اس طرح کہ: 『لَا تَرَى فِيهَا عِوْجًا وَلَا أَمْتَانًا⑱』

اُس وقت ماں باپ، اولاد بیوی، شوہر کوئی بھی ساتھ نہیں ہو گا۔ بہر حال ایک بندہ مومن کو فریضہ دعوت و تبلیغ کی ادائیگی کے لیے بظاہر تو معاشرے میں رہنا ہے اور خود سے متعلقہ لوگوں کے حقوق کا بھی خیال رکھنا ہے، لیکن باطنی طور پر اسے تمام لوگوں سے ذہنی و قلبی رشتہ، دوستیاں، امیدیں اور توقعات توڑ کر صرف اللہ تعالیٰ سے رشتہ استوار کرنا چاہیے۔ یہ ہے وَتَبَثَّلَ إِلَيْهِ تَبَثَّتِي لَا کے حکم کا اصل مدعای۔

آیت ۱۸: 『رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ⑲』 ”وَرَبُّ ہے مشرق کا بھی اور مغرب کا بھی۔“ **『لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّحِدُهُ وَكَيْلًا⑲』** ”اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، بس آپ اُسی کو بنا بیجھا اپنا کار ساز۔“

آیت ۱۹: 『وَاصِدِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ⑲』 ”اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر صبر کیجیے۔“ **『وَاهْجِرْ هُمْ هَجَرًا جَمِيلًا⑲』** ”اور ان کو چھوڑ دیجیے بڑی خوبصورتی سے کنارہ کشی کرتے ہوئے۔“

یہ لوگ آپ ﷺ کے لیے شاعر جادوگ اور مجعون جیسے نام رکھتے ہیں۔ یہ صورت حال آپ کے لیے بلاشبہ نہایت تکلیف دہ ہے، لیکن آپ ان لوگوں کی باتوں پر صبر کریں اور خوبصورت انداز میں ان کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں۔ سورۃ الغرقان میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے: **『وَإِذَا خَاطَبْتُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَّمًا⑲』** کہ جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ ان کو سلام کر کے گزر جاتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے مشن کو جاری رکھنے کے لیے اس حکمت عملی کو اپنانا بہت ضروری ہے۔ ظاہر ہے انسان کے حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے۔ ہو سکتا ہے آج جن لوگوں کو آپ کی دعوت سے چڑھے کل انہیں آپ کی یہی باتیں اچھی لگنے لگیں۔ اس لیے لوگوں سے دوبارہ بات کرنے کا راستہ کھلا رکھنا ضروری ہے۔ یہ آیات بہوت کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھیں۔ اگلے بارہ سال کے دوران مکہ کے حالات نے ابھی کئی نشیب و فراز دیکھنے تھے۔ اس لیے حضور ﷺ کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ اہل مکہ کی اوچھی حرتوں کی وجہ سے آپ اُن کو نظر انداز توکریں، لیکن تعلقات میں اس قدر تلخی نہ آنے دیں کہ دوبارہ انہیں دعوت دینا ممکن نہ رہے۔

آیت ۲۰: 『وَذَرْنِي وَالْمُكَنَّبِينَ أُولَى النَّعْمَةِ⑲』 ”آپ مجھے اور ان جھلانے والوں کو مانہنامہ میثاق ————— (13) ————— جون 2023ء

آیت ۱۹ ﴿إِنَّ هُنَّا هُنْدِهٌ تَذَكَّرٌ۝﴾ ”یقیناً یہ ایک یادداہی ہے۔“
﴿فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا﴾ ۱۹ ”تو جو کوئی بھی چاہے وہ اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کر لے۔“
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو فرقہ آن مجید کے ہتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۰

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَذْنِي مِنْ ثُلُثَيِ الْيَلِ وَنَصْفَةَ وَ ثُلُثَةَ وَ طَالِيفَةَ مِنَ الظِّيَّنِ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقْدِرُ الْيَلِ وَالْهَاهَۚ عَلِمَ أَنَّ لَنْ تُحْصُوْهَا قَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۖ عَلِمَ أَنْ سَيَّكُونُ مِنْكُمْ مَرْضٍ ۗ وَأَخْرُونَ يَصْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَصْلِ اللَّهِ ۗ وَأَخْرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۗ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۗ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَأَتُوْا الرِّزْكَوَةَ وَأَقْرَصُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۗ وَمَا تُقْرِبُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجْدُودُهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ ۗ وَأَعْظَمُ أَجْرًا ۗ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

یہ رکوع صرف ایک آیت پر مشتمل ہے۔ اس آیت کے زمانہ نزول کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں ان میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ کوئی روایت بتاتی ہے کہ یہ آیت اس سورت کے پہلے حصے کے نزول کے آٹھ ماہ بعد نازل ہوئی اور اس سے قیام اللیل کا پہلا حکم منسون ہو گیا۔ کچھ روایات میں یہ مدت ایک سال اور کچھ میں ۱۲ ماہ بتائی گئی ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اور پہلی آیات کے گیارہ سال بعد نازل ہوئی۔ اس آیت کو سمجھنے اور اس سے متعلق روایات میں پائے جانے والے غیر معمولی اختلاف کی وجہ جانے کے لیے میں ایک عرصہ تک پریشان رہا۔ اس میں حیرت کی بات یہ ہے کہ اس حوالے سے کسی تفسیر سے بھی مجھے کوئی واضح راہنمائی نہ مل سکی۔ پھر کسی زمانے میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ”الاتقان فی علوم ماہنامہ میثاق“ (16) جون 2023ء

(ظہ) ”آپ نے تو اس میں کوئی ٹیڑھ دیکھیں گے اور نہ کوئی ٹیلا۔“
آیت ۲۱ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ﴾ ”(اے لوگو!) ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیج دیا ہے، تم پر گواہ بنانے کے لئے“
 ہمارا یہ رسول دنیا میں تمہارے سامنے اپنے قول و عمل سے حق کی گواہی دے گا اور قیامت کے دن تمہارے خلاف گواہی دے گا، کہ اے اللہ! میں نے تو تیرا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا تھا، اب اس حوالے سے یہ لوگ خود جواب دہیں۔

﴿كَمَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْ فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾ ”جیسے کہ ہم نے بھیجا تھا فرعون کی طرف بھی ایک رسول۔“
 اسی طرح اس سے پہلے ہم نے حضرت موسیؑ کو اپنے رسول کی حیثیت سے فرعون کے پاس بھیجا تھا۔

آیت ۲۲ ﴿فَعَطَى فِرْعَوْنَ الرَّسُولَ﴾ ”پس فرعون نے نافرمانی کی ہمارے رسول کی،“
﴿فَأَخْذَنَهُ أَخْدَانَ وَبِيَلًا﴾ ۲۲ ”تو ہم نے پکڑ لیا اس کو بڑے و بال والی پکڑ،“
 اب تم خود ہی سوچو کہ اللہ کے رسول کو جھٹا کر اگر فرعون جیسا مطلق العنان باشد انہیں بچ پایا تھا اور اسی جرم کی پاداش میں اگر عاد و ثمود جیسی طاقتور قوموں کو نیست و نابود کر دیا گیا تھا تو تم لوگ اللہ کے رسول ملک فتحیلہ کو جھٹا کر کیسے بچ رہو گے؟

آیت ۲۳ ﴿فَكَيْفَ تَكْفُونَ إِنَّ كَفْرَنِمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوَلَدَانَ شَيْبَيَاكِ﴾ ”اپ اگر تم کفر کرو گے تو تم کیسے بچ جاؤ گے اس دن، جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا،“
 قیامت کا دن اللہ کے نافرمانوں کے لیے بہت سخت ہو گا۔

آیت ۲۴ ﴿السَّمَاءُ مُنْفَطَرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدَهُ مَفْعُولًا﴾ ”آسمان اس سے پھٹنے والا ہے، اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا،“
 قیامت اس کائنات پر کہیں باہر سے نہیں آئے گی وہ اس وقت بھی اس کے اندر موجود ہے، جیسے کہ سورۃ الاعراف میں فرمایا گیا ہے: ”ثقلت فی السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“ (آیت ۱۸۷) کہ وہ آسمان وزمین پر بہت بھاری ہے۔ چنانچہ قیامت کا ”بھاری پن“ کائنات کے لیے ناقابل برداشت ہوا جا رہا ہے اور اب اس کے ظہور سے متعلق اللہ کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آیا ہی چاہتا ہے۔
 ماہنامہ میثاق (15) جون 2023ء

سے متعلق ہے۔

«عَلِمَ اللَّهُ أَنَّ سَيِّكُونُ مِنْكُمْ مَرْضٌ» ”اللہ کے علم میں ہے کہ تم میں کچھ لوگ مرضیں ہوں گے“

«وَآخَرُونَ يَصْرِفُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ» ”اور بعض دوسرے زمین میں سفر کریں گے اللہ کے فضل کو تلاش کرتے ہوں گے“

«وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» ”اور کچھ اللہ کی راہ میں قتال کر رہے ہوں گے“

اب ظاہر ہے ایسے لوگوں کے لیے رات کو طویل قیام کرنا ممکن نہیں۔

«فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ» ”چنانچہ جس قدر تمہارے لیے آسان ہو، اس میں سے پڑھ لیا کرو“

«وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكُوَةَ» ”اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو“

اب اس حکم میں نماز پنجگانہ کی تاکید ہے اور نماز پنجگانہ ظاہر ہے ۱۰ انبوی میں معراج کے موقع پر فرض ہوئی تھی۔ اس لحاظ سے بھی یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے کہ آیت کا یہ حصہ ۱۰ انبوی کے بعد بھرت سے پہلے یا بھرت کے فوراً بعد نازل ہوا۔ اس حکم میں پانچ نمازوں کو قیام اللیل کا بدلت قرار دے دیا گیا، البتہ رمضان میں قیام اللیل کا معاملہ اس سے مستثنی رہا۔ رمضان چونکہ نزول قرآن کا مہینہ ہے — «شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ» (البقرة: ۱۸۵) (رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا)۔ چنانچہ قرآن سے تعلق کی تجدید کے لیے اس مہینے میں قیام اللیل کی خصوصی ترغیب دی گئی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رمضان کی آمد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ نقل کیا ہے، جس میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: (جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيقَةً وَقِيَامَ لَيْلَهُ تَطْوِعًا) (۲) ”اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے)۔ یعنی رمضان کے روزے توہل ایمان پر فرض کردیے گئے کہ اہل ثروت، نادر، مزدور، کسان وغیرہ بھی روزہ رکھیں اور بھوک پیاس کی سختیاں ۲۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکاة المصایح، کتاب الصوم، الفصل الثالث۔

القرآن“، کا مطالعہ کرتے ہوئے اتفاقاً مجھے اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول لگا کہ یہ ایک نہیں دو آیات ہیں۔ چنانچہ اس قول کی روشنی میں اس نکتے پر میرا دل مطمئن ہو گیا کہ اس کلام کا نزول تو دھھوں میں، دوالگ الگ موقع پر ہوا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اسے ایک آیت شمار کیا گیا۔

آیت: ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَذْنِي مِنْ ثُلُثَيِ الْيَلِ وَنِصْفَةَ وَثُلُثَةَ﴾ ”(اے بنی سالہ! یقیناً آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہیں کبھی دو تھائی رات کے قریب، کبھی نصف رات اور کبھی ایک تھائی رات“

﴿وَظَاهِفَةُ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ﴾ ”اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں ان میں سے بھی ایک جماعت آپ کے ساتھ (کھڑی) ہوتی ہے۔“

﴿وَاللَّهُ يُقْدِرُ الْيَلِ وَالثَّهَارَ﴾ ”اور اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے۔“ رات دن کے اوقات بھی اللہ نے بنائے ہیں اور انسانوں کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے، اس لیے وہ اپنے بندوں کی استعداد سے خوب واقف ہے۔

﴿عَلِمَ اللَّهُ تَحْصُوْهُ﴾ ”اللہ جانتا ہے کہ تم اس کی پابندی نہیں کر سکو گے“ یعنی اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس انداز سے یہ مشقت زیادہ عرصے تک نہیں جھیلی جاسکتی۔

﴿فَتَابَ عَلَيْكُمْ﴾ ”تو اس نے تم پر مہربانی فرمائی ہے“

﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ ”تواب قرآن سے جتنا بآسانی پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کی روشنی میں میرا خیال ہے کہ اس آیت کا یہ حصہ پہلی آیات کے گیارہ ماہ یا ایک سال بعد نازل ہوا۔ اس حکم کے ذریعے دو تھائی یا نصف یا ایک تھائی رات تک قیام کرنے کی پابندی ختم کر دی گئی اور یہ سہولت دے دی گئی کہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق قیام اللیل میں جتنا ممکن ہو اتنا قرآن پڑھ لیا کرے۔ البتہ آیت کا دوسرا (درج ذیل) حصہ جس میں قتال کا ذکر ہے، اس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھرت سے متصل قبیل یا بھرت کے متعلق بعد نازل ہوا۔ چنانچہ گیارہ سال کے وقفے والی روایت اس حصے مانہنامہ میثاق (17) جون 2023ء

حیاتِ دنیوی کا قرآنی فلسفہ

ڈاکٹر اسرار احمد

اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ یہ قربانی حضرت ابراہیم (علیہ نبیت و علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زندگی میں کس اہمیت کی حامل ہے اور ان کی قربانیوں کا وہ کون سا سلسلہ ہے جس کا آخری نقطہ عروج (climax) یہ واقعہ ہے! حیاتِ دنیوی کے سلسلے کا جو فلسفہ قرآن حکیم بیان کرتا ہے وہ سورہ الملک کی دوسری آیت میں بڑی جامعیت کے ساتھ ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔ میں نے یہاں خاص طور پر ”حیاتِ دنیوی کا فلسفہ“ کے الفاظ ادا کیے ہیں، کیونکہ ہمارے دین کے نزدیک کل حیات نہیں ہے۔ حیاتِ انسانی بہت طویل ہے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم۔

تو اے پیانہ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاواداں، پیام دواں، ہر دم جواں ہے زندگی!

موت کے ذریعے سے حیاتِ انسانی کے طویل سلسلے کا ایک انتہائی قلیل نکلا کٹ لیا گیا ہے۔ یہ جو نکلا کٹ گیا ہے، یعنی موت سے پہلے کی زندگی، تو اس حصے کو انسان دنیا میں بس رکر رہا ہے۔ اب سوچنا ہو گا کہ انسان کی اس دنیوی زندگی کی غرض و غایت کیا ہے؟ فرمایا:

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيُبَلُّو كُمْ أَيْكُمْ أَخْسَنُ عَمَلاً﴾

”وہ جس نے موت و حیات کا یہ سلسلہ اس لیے تختیق فرمایا کہ (اس کے ذریعے) تم لوگوں کو آزم کر دیکھ کر تم میں میں کوں بہتر عمل کرتا ہے۔“

یہ اس غرض و غایت کا بیان ہے۔ اس ابتلاء کے ذریعے خوف کی حالت میں انسان کی بہت اس کے ثبات، اس کی عزیمت اور اس کے صبر کی آزمائش ہوتی ہے۔ یہ فقط سورہ الصافات کی ان آیات میں بھی آیا ہے جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کا ذکر ہوا ہے۔ فرمایا: ﴿إِنَّهُمْ هُدَى اللَّهُ الْبَلُوأُلَّهُمَّ بِمِنْ﴾ (۱۹) ”اے ابراہیم! یقیناً یا ایک بہت ہی نمایاں واضح کھلی اور مہنماہ میثاق = جون 2023ء = (20)

برداشت کرنے کے عادی بن کر خود کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار رکھیں۔ جبکہ رمضان کی راتوں کے قیام کے لیے اختیار دے دیا گیا کہ جو کوئی اس کا اہتمام کر سکتا ہو وہ ضرور اس کی برکتوں سے مستفیض ہو۔ بعد میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسے اجتماعی شکل دے دی گی۔ چنانچہ اجتماعی قیام للیل کا وہ سلسلہ جس کا اہتمام ہمارے ہاں باجماعت تراویح کی صورت میں ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وساطت سے اُمّت تک پہنچا ہے۔ یہ دراصل قیام للیل کا ”عوامی“ پروگرام ہے اور اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ قیام للیل کی برکتوں سے کوئی شخص بھی محروم نہ رہنے پائے۔ قرونِ اولیٰ کے مخصوص ماحول اور حالات میں اس باجماعت قیام للیل کی افادیت بہت زیادہ تھی۔ قرآن مجید کی زبان چونکہ ان لوگوں کی اپنی زبان تھی اس لیے امام کی زبان سے ادا ہونے والا ایک ایک لفظ ”ازدل خیز بردل ریزد“ کے مصدق تمام سامعین کے دلوں میں اترتا چلا جاتا تھا، لیکن آج ہمارے ہاں کی تراویح کے اکثر ویشنہ مقتدى تو ”ربان یارِ من“ ترکی و من ترکی نبی داعم کی تصویر بے سار اوقات رکعتوں کے حساب میں مشغول رہتے ہیں (آل اماشاء اللہ)۔ چنانچہ اس عظیم الشان فورم پر بھی اب قرآن کا سنتا بس سننے کی حد تک ہی ہے اور تفہیم و تذکیر کے حوالے سے اس استعمال کی افادیت نہ ہونے کے برابر ہگئی ہے۔

﴿وَأَقِرُّضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ ”اور اللہ کو قرض حسنہ دو۔“ *

﴿وَمَا تُقْدِمُوا إِلَّا نُفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجْدُوْهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمُهُ أَجْرًا﴾ ”اور جو بھلائی بھی تم آگے بھیجو گے اپنی جانوں کے لیے، اسے موجود پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور اجر میں بڑھ کر۔“

جونیک اعمال تم نے آگے بھیج ہوں گے انہیں اللہ تعالیٰ کے پاس تم بہت ہی بہتر حالت میں پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ان اعمال کو نہ صرف سات سو گناہ تک بڑھا کر تمہیں لوٹائے گا بلکہ اپنے فضل خاص سے اس کے بدے مخصوصی اجنبی تمہیں عطا فرمائے گا۔

﴿وَأَسْتَغْفِرُوا اللَّهَ﴾ ”اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہو۔“

﴿إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (۲۰) ”یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحمت فرمانے والا ہے۔“

* جو انفاق خالص اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے کیا جاتا ہے، اُسے اللہ اپنے ذمے ”قرض حسنہ“ سے تعییر کرتا ہے۔

کئھن آزمائش تھی۔

معلوم ہوا کہ خالق کائنات کی طرف سے موت و حیات کا یہ نظام ابتلاء، آزمائش، امتحان اور جانچنے اور پر کھنے کے لیے تخلیق فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی اسی آیت میں اس جانچ اور پر کھکی غایت بھی بیان کردی گئی کہ «أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ط» یعنی وہ (الله سبحانہ و تعالیٰ) یہ دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرتا ہے۔ تم اس دنیا میں اپنے خالق کی ذات سے محبوب کر دیے گئے ہو اور اصل حقائق تمہاری نگاہوں سے اچھل کر دیے گئے ہیں۔ حقیقت الحقائق ذاتی باری تعالیٰ ہے: «ذِلِكَ يَأْكُلُ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ» (الحج: ٦) الحق اللہ کی ذات ہے اور وہ آنکھوں سے اچھل ہے۔ اب تمہاری آزمائش اور تمہارا امتحان اس میں ہے کہ ہم نے تم کو جو استعدادات دی ہیں، عقل، نظر اور فکر و تدبر کی جو صلاحیتیں عطا کی ہیں، جو بصیرت باطنی عنایت کی ہے، تو ان کے ذریعے ہم کو پہچانو۔ ان آنکھوں سے دیکھے بغیر دل کی آنکھوں سے ہمیں دیکھو اور ہماری معرفت حاصل کرو۔ یہ تو گویا نظری، فکری، عقلی اور علمی آزمائش ہے کہ آیاتم جبابات ہی سے محبوب ہو کر رہ جاتے ہو، پر دوں ہی کے نقش و نگار دیکھنے میں محبوب ہو جاتے ہو، ہمیں کی ظاہری آرائش و زیبائش تمہیں مبہوت کر دیتی ہے اور تم اسی کے اندر گم ہو کر رہ جاتے ہو، جس کو علامہ اقبال مرحوم نے یوں تعبیر کیا ہے کہ ع ”کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے“ ہم نے تمہیں پر دوں میں رکھا ہے۔ پھر پر دے بھی بڑے خوش نہیں۔ اس زمین میں جو کچھ ہے اس کو ہم نے اس کی زینت کے لیے بنایا ہے: «إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَنَّ الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا» (الکھف: ٧) گویا اس کائنات میں جو کچھ ہے وہ دراصل اس زمین کی زیبائش و آرائش اور سنگھار ہے۔ اس میں بھی ایک آزمائش ہے، ابتلاء ہے، امتحان ہے۔ تو پہلی آزمائش عقل اور فکر و نظر کی آزمائش ہے۔ انسان کی جو قوت نظری ہے اس کا امتحان ہے کہ یہ انسان اپنے رب، مالک اور خالق کو پہچانتا ہے یا نہیں۔ جبکہ دوسرا آزمائش انسان کے ارادے، عمل اور سیرت و کردار کی پچیگی سے متعلق ہے۔

اب اگر اپنے مالک و خالق حقیقی کو پہچان لیا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہیے کہ انسان اُسی سے دل لگائے، اُسی سے لوگائے، اُسی کو مطلوب و مقصود بنائے، اُسی کی عبادات و اطاعت کرے۔ اب قدم قدم پر امتحانات آئیں گے۔ دنیا کی چیزیں انسان کو اپنی طرف کھینچیں گی۔ وہ ان آرائشوں اور زیبائشوں کی طرف توجہ کرتا ہے یا ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے؟ ان کو مطلوب و مائنہ میثاق (21) جون 2023ء



رمضان المبارک کے اهداف و مقاصد

اجنیہر محمد رشید عمر

امت مسلمہ پر روزے فرض کر دیے گئے اور خالقِ کائنات نے اس کے لیے رمضان کے مہینہ کا اختیاب فرمایا جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ إِنَّمَا كُنْ شَهِيدًا مِنْكُمُ الشَّهْرُ فَلَيَصُنْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعَدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخْرَىٰ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُمَرَ وَلِتُكِمْلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ مَا هُدِيَّكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ» (۱۸) (آل بقرۃ)

”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت کی کھلی اور واضح باتیں ہیں اور (حق اور باطل) الگ الگ کرنے والا ہے۔ تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں رکھ کر ان کا شمار پورا کرے۔ اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا۔ یہ (آسانی کا حکم) اس لیے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرو اور تاکہ تم اس کی ہدایت کے مطابق اس کی بڑائی تسلیم کرنے کے خواجہ بن جاؤ اور تاکہ تم اس کا شکر کرنے والے بن جاؤ۔“

جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا ہے مہینوں کی تعداد بارہ ہی ہے، جن میں چار حرمت والے ہیں۔ تین مہینے حج کے ان کے ہاں معروف تھے۔ بنا سماں میں کی یہی قمری تقویم تھی جس پر وہ صدیوں سے عمل کرتے آرہے تھے۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی قرآن پاک جیسی انقلاب آفرین کتاب کو رمضان کی ایک رات میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا گیا، جس سے اس رات کی قدر و قیمت کو چار چاند لگ گئے۔ اس کی برکت سے مہینوں کی تقویم میں ماہ رمضان کو برکتوں سے منور کر دیا گیا۔ پہلی بار دنیا رمضان کی عظیمتوں اور برکتوں مہنامہ میثاق (23) جون 2023ء

سے واقف ہوئی۔ خالقِ کائنات نے اس رات کو قرآن پاک کے نزول کی وجہ سے جشن کی رات قرار دے دیا اور ہر سال میں دنیا کے مقدار میں یہ جشن لکھ دیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسے اپنی رضا کے حصول کا مہینہ قرار دے دیا اور دو تہجی میں اس مہینہ کے روزے فرض قرار دے دیے۔ تیرہ مگری اور دو مدنی سال گویا پندرہ نبوی سال گزر چکے تھے۔ اس کتاب کی برکت سے کسی محروم شخصیات وجود میں آچکی تھیں؟ ان کے کیا اوصاف تھے؟ رمضان المبارک کے پس منظر میں ایک ایک وصف کا جائزہ لیں تو واضح ہو جائے گا کہ اس ماہ کے روزے ان اوصاف کی آبیاری کا ریفاریش کروں ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام اہل اسلام پر ہر سال فرض کر دیا ہے۔ روزوں کے مقاصد کا تین خود باری تعالیٰ نے فرمادیا۔

(۱) «عَلَّكُمْ تَسْتَقُونَ»: تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے اور تم اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والے بن جاؤ۔ ایسے سراپا نیکی، سچے اور متقدم لوگوں کے کیا اوصاف ہوتے ہیں، سورہ البقرہ کی آیت ۷۷ ان کو واضح کرتی ہے:

لَيْسَ الْبَرَّ أَنْ تُؤْلُوا وُجُوهَكُمْ قَبْلَ الْمَسْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلِكُنَ الْبَرَّ مَنْ أَمْنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمُلْئَكَةَ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّنَ وَأَتَى الْمَهَالَ عَلَى حُبِّهِ ذُوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَأَتَى الزَّكُوَةَ وَالْمُؤْفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّدِيقُونَ فِي الْبَاسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ وَأُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ» (۱۸)

”نیکی کچھ بھی نہیں ہے کہ تم منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف، بلکہ اصل نیکی تو اس کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، سب کتابوں پر، پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت کے باوجود رشتہ داروں کو تیہیوں کو محتاجوں کو مسافروں کو، مانگنے والوں کو اور گرد میں چھڑانے کو۔ اور قائم رکھنے نمازو اور دیا کرے زکوٰۃ۔ اور پورا کرنے والے اپنے عہد کو جب وہ عہد کر لیں۔ اور صبر کرنے والے تختی میں تکلیف میں اور لڑائی کے دوران۔ یہی لوگ سچے ہیں، اور یہی ہیں تقویٰ والے لوگ۔“ روزے کی عبادت کا محرك ہی ایمان ہے۔ یہ باہمی ہمدردی اور غم گساری کا مہینہ ہے، ذوق و شوق عبادت کا مہینہ ہے۔ اس ذوق و شوق کو بڑھاوادینے کے لیے اس میں لیلۃ القدر رکھ مہنامہ میثاق (24) جون 2023ء

”بِاُوْجُودِكَ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے، فقیروں، تیکیوں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں:) ہم تم کو خاص اللہ کے لیے کھلاتے ہیں، تم سے کسی بدے اور شکرگزاری کے طلب گار نہیں ہیں۔“

حضرات صحابہؓ نے زندگی میں کن کن مراحل پر صبر کیا، ملاحظہ فرمائے:

»فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَيِّئَتِهِنَّ وَقُتِلُوا وَقُتِلُوا« (آل عمران: ۱۹۵)

”پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے بے دخل کیے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور اڑائی کی اور قتل ہوئے۔“

حضرت بلال، حضرت مصعب بن عميرؓ آپؑ یا سراور بہت سارے دوسرے اصحاب رسول اللہؐ نے ایذا رسانیوں کا مقابلہ صبر و ثبات اور ہمت و عزیمت سے کیا۔ یہ حضرات «إِصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَبِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ» کی تصویر تھے۔

آپؑ میں محبت و شفقت اور ذوق و شوق عبادت کے حوالے سے فرمایا:

»فَمُهْتَدٰ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّ أَعْلَى الْكُفَّارُ حَمَاءَ يَتَبَاهُّهُمْ تَرَاهُمْ رُكْعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَّمَا هُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثْرِ السُّجُودِ« (الفتح: ۲۹)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں بہت سخت اور آپؑ میں رحم دل ہیں، تم دیکھو گے انہیں رکوع اور سجدے کرتے ہوئے، اللہ کا فضل اور خوشنودی طلب کرتے ہوئے۔ کثرت بحود کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔“

بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ چیزوں میں لپٹے بے سروسامان مجاہد کی نگاہوں میں قیصر و کسری کی شان و شوکت رائی کے دانے کے برابر نہ تھی۔ صاحب قرآن (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن کی روشنی میں اپنے اصحاب کے اندر پندرہ سالہ تربیت کے ذریعے وہ اوصاف پیدا کر دیے تھے کہ عین دو ہجری میں غزہ، بدر کے موقع پر کفر و شرک کا غور خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ رمضان المبارک کی عبادات ایسے اوصاف کے حامل افراد کی تیاری کا ریفیش کروں ہے۔

(۲) »وَلِتُكْبِلُوا الْعِدَّةَ«: اس مشق کو پورا مہینہ مکمل کرنے کا حکم دیا گیا اور آسانی یہ فراہم کی گئی کہ اگر کسی بجوری کی وجہ سے رمضان کے روزے چھوٹ جائیں تو دوسرے دنوں میں ماہنامہ میثاق

دی گئی۔ رات کو پابندیاں ختم کر کے ہر دن کو اللہ کے ساتھ کیے گئے عہد کو پورا کرانے کی پریکش کرائی جاتی ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔

روزے سے مقصود ان اوصاف کو سیرت اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں دیکھیے۔ کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود ان کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ پہلا وصف ایمان و تسلیم اور سمع و طاعت کا تھا۔ از روئے الفاظ فرق آنی:

»إِنَّ الرَّسُولَ إِمَّا أُنْوَلِ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلُّ أَمْنٍ يَانِوْ وَمَلِئُكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلُهُ سَلَّا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رَسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطْعَمْنَا عُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمُصِيرُ« (البقرة: ۲۷)

”رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کتاب پر جوان کے رب کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں، اور عرض کرتے ہیں: ہم نے سنا اور قبول کیا۔ اسے پروردگار! ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔“

روزے کا مقصود اول تقویٰ کا حصول قرار دیا گیا ہے۔ اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس اعتبار سے کس مقام اور مرتبہ پر تھے، ملاحظہ فرمائے:

»أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلْوَبُهُمْ لِلتَّقْوَىٰ طٰ (الحجـرات: ۳)

”یہ وہ حضرات ہیں تقویٰ کے اعتبار سے جن کے دلوں کو جانچ لیا گیا ہے۔“

»وَالرَّمَهُمْ كُلَّمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا طٰ (الفتح: ۲۶)

”اللہ نے ان پر تقویٰ کا کلمہ چیپاں کر دیا ہے، وہ اس کے حق دار بھی ہیں اہل بھی۔“

ہمدردی و عملگاری اور دوسروں کو اپنے اور پر ترجیح دینے کے وصف کی اللہ تعالیٰ نے مدح فرمائی۔

»...يُبَيِّنُونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً فَهَا أُوْنَا وَيُؤْتِيُرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ يَهُمْ حَصَادَةٌ طٰ (الحشر: ۹)

”.... جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں یہ ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے اس بارے میں اپنے دل میں کچھ خواہش (خlesh) نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کے اپنے اوپر لٹکی ہو۔“

»وَيُظْعِمُونَ الظَّعَامَ عَلَىٰ حُتَّبِهِ مِسْكِينًا وَبَيْتَمًا وَآسِيرًا طٰ (الدهر: ۴)

ماہنامہ میثاق

جنون 2023ء

گنتی پوری کر سکتے ہیں۔

(۳) «وَلِشَكِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَذِهِ كُمْ»: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اپنے آپ کو اللہ کی بڑائی تسلیم کرنے کا خونگر بنانا۔ غور کیجیے اس عبادت کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے سامنے سر جھکا کر گزرتا ہے۔

(۴) «وَلَعَلَّكُمْ تَشَكُّرُونَ»: انسانی روح اور جسم پر اس کے شب و روز کے ثمرات کا احساس اور شعور جذبہ تشكیر کو بڑھادیتا ہے۔

درج بالا اوصاف کو اجاگر کرنے کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے جو سہولیات فراہم کی گئیں وہ یہ ہیں:

سہولت (۱): فاقہ کشی کے راز دروں کو فاش کرنے کے لیے شیطان سرکش کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ فرشتوں اور جنوں کو کیھنے کی صلاحیت دے دے تو فرمان نبوی ﷺ کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ سرکش شیاطین واقعی زنجروں میں جکڑے پڑے ہیں، انسانی دلوں میں وسوسہ اندازی ہیں ان کا کوئی عمل دخل نہیں رہا۔ اس ہمیہ میں انسان کے ہاتھوں شیاطینی اعمال کا سلسلہ انسانی نفس، نفس امارۃ بالسوء کا کارنامہ ہے۔ وہ انسان جو گیارہ ہمیہ شیاطین کا آکار بننے رہے ان کی غیر موجودگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی سرکشی اور بغاوت کے کام جاری رکھتے ہیں۔ انسانی جسم پر اس نفس کی گرفت کو کمزور کرنے کے لیے دن کے اوقات فاقہ کشی سے گزارنے کا حکم ہے اور رات قرآن مجید کے ساتھ بسر کرنے کا۔ جیسے غذا انسانی جسم کو تو ان کرتی ہے ویسے ہی قرآن کی تلاوت و تدبیر انسانی روح کو تو انہا اور اپنے خالق سے قربت کا شوق پیدا کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَجَعَلَ اللَّهُ صِيَامَةً فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلَهٖ تَطْوِعًا)) (رواہ البیهقی)

”اللہ تعالیٰ نے روزے کو فرض قرار دیا ہے اور قیام للیل بالقرآن کو ظلی عبادت بنادیا۔“

سہولت (۲): ناگزیر شہواتِ نفس کی تسلیم کے لیے روزے کے دوران عائد پابند یا رات کے اوقات میں ہنادی جاتی ہیں۔ رات کے اوقات میں کھانے پینے کے ساتھ ساتھ بیوی سے ہم بستری کی بھی اجازت ہے:

«أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الْقِيَامِ الرَّفِيفُ إِلَى نِسَائِكُمْ ۗ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْثُمْ

ماہنامہ میثاق = جون 2023ء (27)

لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَقَاتِبَ عَلَيْكُمْ

وَعَفَا عَنْكُمْ ۗ قَالَ اللَّهُ يَا شَرِيفُهُنَّ وَأَبْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ» (البقرة: ۱۸۷)

”روزوں کی راتوں میں تمہارے لیے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا ہے وہ تمہارا بابس ہیں اور تم ان کا بابس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے، سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمایا۔ اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت کرو اور اللہ نے جو چیز تمہارے لیے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اس کو (اللہ سے) طلب کرو۔“

سہولت (۳): اس ہمیہ میں بندہ مؤمن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے اور آسانیاں فراہم کر دی

جاتی ہیں۔ عام اصول سورہ الم نشرح میں بیان فرمایا کہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے لیکن رمضان میں آسانیوں کو مشکلوں سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ گویا مشکلوں کے دروازے بند اور آسانیوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

روزوں کے مقاصد کے حصول کی اہمیت ان فراہم کردہ آسانیوں کے ساتھ اجر و ثواب incentives کی پیش کش کے پس منظر میں بھی تصحیح جاسکتی ہے۔
پہلی پیش کش: روزے دار کے منہ کی بوالہ کے نزد یک مشک اور کستوری کی خوشبو سے زیادہ اہم ہے۔

دوسری پیش کش: نفلوں کا اجر اور فرضوں کی ادائیگی کا اجر سترنگا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ لیلۃ القدر کی ایک رات کی عبادت کا اجر ہزار ہمینوں کے اجر کے برابر دیا جاتا ہے۔
تیسرا پیش کش: جو کوئی صیام و قیام کا عمل اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی نیت سے کرے گا اس کے پچھلے گناہ بکش دیے جائیں گے۔

چوتھی پیش کش: روزے اور قرآن کی سفارش روزے دار اور قرآن کے ساتھ قیام اللیل کرنے والے کے حق میں قبول کی جائے گی۔

پانچویں پیش کش: جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ ”ریان“ خاص روزے داروں کے لیے مخصوص کیا جا چکا ہے۔ ریان ریا یا ترویہ سے ماخوذ ہے جس کے معانی سیراب کرنا ہے۔ گویا روزے میں پیاس برداشت کرنے والوں کا داخلہ ہی جنت میں اس دروازے سے ہو گا جہاں سے ان کی پیاس کی سیرابی کا ایسا سامان میسر ہے کہ اس کے بعد پیاس کا احساس ہی ختم ہو جائے گا۔

ثابت نہ کیا جائے تو وہ مسٹر دھو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ مطالبہ بلا واسطہ رکھ دیا گیا:

﴿فَلَيْسَتْجِبُوا لِنَبْوَلِهِمْ يَرْسُولٍ﴾ (آل البقرہ) (۶۷)

”پس ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ ہدایت پا جائیں۔“

صحابہ رسول ﷺ کس شان سے اللہ اور رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہتے تھے سورۃ

آل عمران میں اس کا ذکر اس طرح ہے:

﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِنَبْوَلِرَسُولٍ مِّنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقُرْحُ﴾ (آیت ۲۷۲)

”جنہوں نے باوجود زخم خورده ہونے کے اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا۔“

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشُوْهُمْ

فَرَأَهُمْ إِيمَانًاٌ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (آنفل) (۴)

”من اللہ وَفَضْلِ لَمْ يَمْسِسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ

عظیمٰ﴾ (آل عمران)

”جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کفار نے تمہارے مقابلے کے لیے لشکر کش جمع کیا ہے تو

ان سے ڈرہ تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا

کار ساز ہے۔ پھر وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ لوٹے، ان کو کسی طرح کا ضرر

نہ پہنچا اور انہوں نے اللہ کی خوشبوی کی بیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔“

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب غزوہ احمد کے بعد ابوسفیان اپنے لشکر کو لے کر واپس جا رہا تھا

تو اسے احساس ہوا کہ مشن تو مکمل ہوا ہی نہیں۔ اس نے پلٹ کر حملہ کا ارادہ کیا اور اس کی خبریں

مدینہ والوں کو پہنچیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو جمع ہو کر ان کا پیچھا کرنے

کے لیے پکارا تو باوجود کہ اصحاب رسول صد مہ پر صدمہ حصل ہے اور جسم زخموں سے چورتھے

فوراً رسول اللہ ﷺ کی پکار پر لبیک کہا۔ ان کے اللہ پر بھروسہ اور توکل میں مزید اضافہ ہوا۔

مشرکین کو جب خبر ملی کہ اہل ایمان ان کا پیچھا کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو انہوں

نے واپس مکہ بھاگنے ہی میں عافیت سمجھی اور اہل ایمان اللہ کے فضل اور احسانوں کو سمجھتے ہوئے

واپس آگئے۔ سورۃ الانفال (آیت ۲۲) میں غزوہ بدرا کے ذکر میں بھی اسی طرح کا حکم دیا گیا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِبُوا لِنَبْوَلِرَسُولٍ إِذَا دَعَاكُمْ لِهَا يُحِينُكُمْ﴾

”اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں پکاریں اُس

چھٹی پیش کش: اللہ تعالیٰ نے رمضان کے پہلے عشرے کو رحمت، دوسرا عشرہ کو مغفرت اور
تیسرا عشرے کو اپنے بندوں کی گردنوں کو جہنم سے چھکارے کا عشرہ قرار دے دیا ہے۔

ساتویں پیش کش: اللہ فرماتے ہیں کہ ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ ایسے ہیں کہ ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر ہوں،“ جس

کو اللہ مل گیا گویا دونوں جہاں مل گئے۔ کیا کوئی اس سے بڑی پیش کش ہو سکتی ہے؟

ان پیش کشوں اور incentives سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رمضان کا ریفیو یا کورس

کرنے والوں سے کیا مطالبات ہونے والے ہیں۔ دنیا میں تو یہ پیمانہ ہے نا کہ کسی کام کی اہمیت

کا اندازہ اس کے لیے پیش کی جانے والی آفرز سے گایا جاسکتا ہے۔ درج بالا پیش کشوں سے یہ

جانا جاسکتا ہے کہ ان سے کس بڑے کام کا مطالبہ ہو گا۔ تو پہلا مطالبہ نزول قرآن کے مقاصد میں

چھپا ہوا ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ قِنَ الْهُدُى

وَالْفُرْقَانُ﴾

”رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کی ہدایت کے لیے ہے

اور ہدایت کی کھلی اور واضح باتیں ہیں اور (حق اور باطل) الگ الگ کرنے والا ہے۔“

سورۃ البقرہ کے آغاز میں فرمایا کہ یہ متین کے لیے ہدایت ہے اور یہاں فرمایا کہ

انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔ اس کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ انسانوں میں سے ہدایت کا دروازہ

صرف ان کے لیے کھلتا ہے جن میں تقویٰ کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ جو تقویٰ کی خوبی سے محروم ہیں

وہ ہدایت حاصل کرنے سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ قرآن مجید محس

ہدایت ہی نہیں بلکہ اس میں ہدایت کے ایسے کھلے اور واضح دلائل ہیں جو کسی بھی انسان کے دل

کے تاریک خانوں کو کسی بھی وقت ہدایت کے نور سے روشن کر سکتے ہیں اور یہ قرآن مجید اس کے

لیے حق و باطل کی کسوٹی ثابت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اہل ایمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس خزانے

پر سانپ بن کر نہ بیٹھ جائیں بلکہ پوری انسانیت کے سامنے اس کو پیش کریں۔ ہو سکتا ہے خدا

کے منکروں کے لیے رہیں اس سے ہدایت پا جائیں۔

اس کی دعوت کو لوگوں کے سامنے رکھنے کے ساتھ ہی دوسرا مطالبہ سامنے آ جاتا ہے کہ اس

کے دیئے ہوئے نظامِ زندگی کو بافعال قائم کیا جائے۔ یہ اس لیے کہ دعوت ایک دعویٰ ہے، اگر

ماہنامہ میثاق ————— جون 2023ء (29)

شے کے لیے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔“

روزوں کے احکام کے دوران اللہ کا یہ حکم کہ ”انہیں چاہیے کہ وہ میری پکار پر بلیک کہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت تک جو اور نواہی ان تک پہنچ چکے ہیں، جن حدود کا تعین کیا جا چکا ہے ان پر عمل اور ان کی حفاظت کے لیے کرس لیں۔ اللہ کے دین کے قیام کا حکم سورۃ الشوریٰ میں نازل ہو چکا تھا۔ اس کے لیے جہاد و قتال کے احکام آچکے تھے۔ سورۃ الحجؑ میں اسلامی اقتدار کے خدوخال کا خاکہ دیا جا چکا تھا۔ فرمایا کہ روزوں کی عبادت اس لیے فرض کی گئی ہے کہ اپنے اندر ان اوصاف کو اجاگر کرو جن کی بنیاد پر اللہ کے مطالبات کو پورا کر سکو اور فرمایا کہ مجھ پر یقین کامل رکھو یعنی میرے وعدوں پر یقین رکھو۔ وہ وعدہ یہ ہے کہ:

﴿وَإِذَا سَأَلَكُ عِبَادِي عَيْنَيْ فَإِنِّي فَرِیضٌ أَجِيبُ دَعْوَةَ الظَّالِمِ إِذَا دَعَانِ﴾

(البقرة: ۱۸۶)

”اور (اے نبی ﷺ!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان کو بتا دیجیے کہ) یہ تو قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی (اور جہاں بھی) وہ مجھے پکارے۔“

سورۃ المؤمن میں فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ إِذْ عُونَى أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (آیت ۶۰)

”او تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔“

اس چد و جہد میں میں ان کے پاس ہی اور ان کی دعا کو پورا کروں گا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ کوئی بڑا آقا اپنے غلاموں کو کام تفویض کرے اور کہے کہ تمہیں یہ کام کرنا ہے، یہی تمہارے پاس ہی ہوں، کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتانا، میں تمہیں مہیا کروں گا۔ یہاں تو آقا یعنی کام کا وعدہ ہے کہ میرا کام کر دین اسلام کو غالب کرنے کی چد و جہد کا آغاز کرو، تمہاری ضرورتوں کا میں ضمن میں ہوں، کسی غم اور فکر کی ضرورت نہیں۔

پورے قرآن پاک میں اللہ کے وعدوں کا ذکر ہے۔ یہاں صرف سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس مقام کا ذکر کیا جاتا ہے جس میں دنیا کی کامیابی اور آخرت میں جنت کی نعمتوں کا وعدہ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرُكُمْ وَيُنَقِّبُ إِنَّمَا كُمْ﴾ (۵)

”اے الی ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت

قدم رکھے گا۔“

﴿مَغْلُلُ الْجَنَّةَ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَمْهُرٌ يُنْهَى مَمَّا إِغْيَرَ أَسِينٌ وَأَمْهُرٌ يُنْهَى لَتِنِ لَهُ يَغْيِرُ طَعْمَهُ وَأَمْهُرٌ مَنْ خَمَّرَ لَذَّةَ لِلشَّرِّيْبِيْنَ وَأَمْهُرٌ مَنْ عَسَلَ مُصْنَعَيْ وَأَهْمُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الشَّرَبَاتِ وَمَغْفِرَةً تُنْزَهُمُ مُّهَمَّ﴾ (محمد: ۱۵)

”جنت جس کا پر ہیز گاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے، اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جس میں یونہیں ہے، اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ یونہیں بد لے گا، اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے، اور شہد مصفا کی نہریں ہیں۔ اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔“

﴿لَعَلَّهُمْ يَرَى شُدُونَ﴾: ان مطالبات پر سرتسلیم خم کرو گے تو رشد پا جاؤ گے۔ رشد ہدایت کا بلند ترین مقام ہے، جو حضرت ابراہیم ﷺ کو عطا کیا گیا۔

﴿وَلَقَدْ أَتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَةً مِنْ قَبْلٍ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ﴾ (الأنبياء: ۶)

”یقیناً اس سے پہلے ہم ابراہیم کو مقام رشد عطا کر چکے ہیں اور ان (کی زندگی کے کوائف) کو ہم جانتے ہیں۔“

ان کو یہ مقام بڑی بڑی آزمائشوں کے دوران ثابت قدمی کی بنیاد پر دیا گیا تھا۔ تو روزے کی عبادت بھی ان اوصاف کی آبیاری کا ریفاریشن کو رس ہے، مشکلات میں ان اوصاف پر ثابت قدم رہ کر مقام رشد حاصل کر سکتے ہو۔ البتہ کچھ اختیا طیں ہیں جن کو اختیار کیے بغیر یہ محنت کا میابی سے ہم کنارہ نہیں ہو سکتے۔

اختیا طیں: جیسے جج کا بہترین زادراہ تقویٰ ہے اور فرمایا:

﴿فَلَا رَفَثٌ وَلَا فُسْوَقٌ وَلَا جَدَالٌ فِي الْحَجَّ﴾ (البقرة: ۱۹۷)

رُفَثٌ، فُسْوَقٌ اور جَدَالٌ سے پہلے لا، لگانے کا مطلب ہے کہ یہ گناہ بالکل منع ہیں۔ جج کے دوران ان گناہوں کا مرتكب شخص جج کے ثمرات اور برکات سے محروم ہو جائے گا، اسی طرح روزے کا مقصدر عظیم حصولی تقویٰ ہے۔ روزے کے دوران روزے دار کے لیے ان گناہوں میں ملوث ہونا روزے کے ثمرات کو ضائع کر دے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دینی و دنیاوی معاملات میں میانہ روی

مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت، تنظیم اسلامی

کوئی دینی عقیدہ، مسئلہ ہو یا دنیاوی معاملات اور رویے ہوں، ان میں دونوں کیسیں ہوتی ہیں۔ ایک کو افراط کہتے ہیں اور دوسرا کو تفریط۔ افراط کے معنی ہیں: حد سے تجاوز کرنا، کسی کے مقام کو بیان کرنے میں مبالغہ آمیزی سے کام لینا۔ تفریط کے معنی ہیں: کمی کرنا، کسی کو اس کے مرتبہ سے گردانیا۔

عقیدہ میں افراط و تفریط

حضرت عبداللہ بن عباس رض نے حضرت عمر رض کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری شان میں غلو نہ کرو جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلو کیا ہے (یعنی انہیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا)۔ پس میں اللہ کا بندہ ہوں (خدا نہیں ہوں)۔ سوتوم یہ کہو: اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔“ (بخاری) غلو کے معنی ہیں شان بیان کرنے میں حد سے تجاوز کرنا۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهُ الْكٰنِتُبُ لَا تَعْلُو فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللٰهِ إِلَّا الْحَقُّ﴾ (آیت ۱۷)

”اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔“

اس سے پہنچنے کی تاکید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مونوں کو ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيمَانُكُمْ وَالغُلُوُّ، فَإِنَّمَا هَلْكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوُّ فِي الدِّينِ)) (مسند احمد برؤایت ابن عباس رض)

”اے لوگو! خبردار امہتا پسندی میں نہ پڑنا، کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کرنے ہی کی

((مَنْ لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةً فِي أَنْ يَدْعُ طَقَامَةً وَشَرَابَةً) (رواہ البخاری عن ابی هریرہ رض))

”جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹ بولنا اور بڑے اعمال ترک نہیں کرتا تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں کردا اپنا کھانا پینا ترک کر دے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصَّيَّامُ جُنَاحٌ فَلَا يَرْفَعُ وَلَا يَجْهَلُ، وَإِنْ امْرَأٌ فَاتَّهُ أَوْ شَائِمَهُ فَلَيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ، مَرْتَهِنٌ) (رواہ البخاری عن ابی هریرہ رض))

”روزہ دوزخ سے پہنچنے کی ایک ڈھان ہے۔ اس لیے روزہ دار نہ تو فرش باقیں کرے اور نہ جہالت کی باقیں۔ اگر کوئی شخص اس سے لے رہے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے)۔“

ان میں اہم ترین احتیاط یہ ہے کہ رزق حلال کا اہتمام کرے۔

آخری بات

غیر اللہ کے نظام حکمرانی میں حکمران طبقہ خود ہی مقتلن، خود ہی محتسب، خود ہی منتظم بن کر اجتماعی وسائل پر قبضہ جمالیتا ہے۔ ان کے زیر انتظام دنیا جس کو نام نہاداً مسن کے دور کا نام دیتی ہے، وہ اہل ایمان کے لیے آمن کا دو رہنیں ہوتا۔ ایسے نظام حکمرانی میں اہل ایمان کے عقائد و نظریات پر نقب لگائی جا رہی ہوتی ہے۔ حیا کے لباس کو تار تار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہوتی ہے۔ نظام معاشرت اور نظام معيشت پر حملہ ہو رہے ہوتے ہیں۔ ہر چہار جانب سے اس کی زندگی پر خطرات کے بادل چھار ہے ہوتے ہیں۔ ان حالات کا مقابلہ ہی نہیں بلکہ ان کو شکست دے کر حکومت الہیہ کے قیام کا کام حزب اللہ کے اوصاف کے حامل افراد ہی کر سکتے ہیں، اور دنیا کو حقیقی امن سے روشناس کر سکتے ہیں۔ رمضان المبارک کے روزے اپنی اوصاف کو اچاگر کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اپنا احتساب کریں کہ اس رمضان المبارک میں ہم نے کیا کھویا، کیا پایا اور اگلے گیارہ مہینے بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کا عہد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اطاعت پر استقامت نصیب فرمائے آمین!



وجسے بلاک ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

((بُعْثَتْ بِالْحُكْمِيَّةِ السَّمْكَةِ)) (مند احمد برداشت ابومامنہ

”مجھے جس دین کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس میں بے حد آسمان اور واداری ہے۔“

ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تقریر میں قین بار فرمایا:

((هَلَّكَ الْمُتَطَعِّنُونَ)) (صحیح مسلم برداشت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

”انہا پسند بلاک ہو گئے۔“

”المُتَطَعِّنُونَ“ کا ترجمہ حد سے زیادہ بڑھنے والے افراط و تفریط اور تشدد سے کام لینے والے
بے فائدہ موشکاً فیاں کرنے والے کیا گیا ہے۔

اہل کتاب میں سے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تفریط سے کام لیا،
آپ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا، آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ عفیفہ طبیبہ طاہرہ سیدہ مریم علیہ السلام پر تھمت
لگائی۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے بارے میں حد سے تجاوز کیا اور انہیں مقام
بندگی سے اٹھا کر مقامِ الوہیت تک پہنچا دیا، حتیٰ کہ ”ابن اللہ“ کہا۔ افسوس کہ اُستاد محمد یہ میں
سے بھی کچھ نہ سمجھ لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ افراط و تفریط سے کام لیا۔ مثلاً کسی نعمت
گوش اعلان کہا:

مدینہ کی مسجد میں منبر کے اوپر
 بغیر عین کے اک عرب ہم نے دیکھا

لفظ ”عرب“ سے اگر ”ع“ کو ہٹا دیا جائے تو باقی ”رب“ بچتا ہے۔ نعوذ بالله من ذلك - اللہ کا
شکر ہے کہ ہمارے مختلف مکاتب فکر کے مستند عقائد میں کوئی ایسا شایہ تک موجود نہیں ہے۔

بی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارے میں ایک اور حوالے سے بھی ہمارے ہاں افراط و تفریط
سے کام لیا جاتا ہے۔ وہ ہے مسئلہ نور و بشر۔ ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی نفی اور
نورانیت کے اثبات پر جبکہ دوسرا گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی نفی اور بشریت کے اثبات پر
بہت زیادہ زور لگاتا ہے۔ درحقیقت دونوں ہی گروہ افراط و تفریط کا شکار ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
بیک وقت بشر بھی تھے اور نور بھی۔ یہ معاملہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نہیں بلکہ ہر انسان کا
ماہنامہ میثاق

ہے۔ ہر انسان کے وجود کے دو حصے ہیں۔ ایک اس کا حیوانی یا مادی وجود ہے، دوسرا اس کا نورانی
وجود ہے جسے ہم روح کہہ دیتے ہیں۔ (قول علماء اقبال)

ہے ذوقِ جنگی بھی اسی خاک میں پہنچا
غافل تو زرا صاحب ادراک نہیں ہے!

فرق صرف یہ ہے کہ ہمارا حیوانی وجود بہت طاقت و را اور روحانی وجود بہت کمزور ہے جبکہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت (روحانی وجود) اپنے کمال کو پہنچی ہوئی تھی، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ محض
تھے، جب کہ جسمانی وجود کے لحاظ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت طاقت و را تھے۔ لہذا حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی اور نعتِ گوئی کرتے ہوئے ہمیں افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

عبادات میں افراط و تفریط

عبادات میں ہم سب سے پہلے نماز کا جائزہ لیتے ہیں۔ نماز ایک تو انفرادی ہوتی ہے۔ اس
میں شریعت نے طویل قراءت، قیام اور رکوع و سجود کو قابل تحسین قرار دیا ہے۔ سورۃ المزمل میں
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ کرام علیہم السلام کے ایک تھائی رات، نصف رات یادو
تھائی رات تک قیام کی مدح فرمائی ہے۔ لہذا جب تک طبیعت پر گراں نگز رے اور دل سکون و
قرارِ محسوس کرے، انفرادی نماز کو طول دینا اللہ والوں کا شعار رہا ہے۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
باجماعت نماز میں لوگوں پر گراں نگز رنے والی طوالت کو ناپسند فرمایا، کیونکہ جماعت میں مختلف
عمروں، ہمتوں، احوال اور استعداد کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ ان سب کی رعایت لازم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں فخر کی باجماعت نماز چھوڑ دیتا ہوں، کیونکہ فلاں امام ہمیں بہت لمی نماز پڑھاتا
ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخت غصب ناک ہوئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اور
موقع پر اس سے زیادہ غصب میں نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! تم میں سے بعض
لوگوں کو (دین سے) تنفر کرنے والے ہیں۔ پس جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے وہ اختصار سے
کام لئے کیونکہ اس کے پیچے کم زور بوڑھے اور کام کا حج پر جانے والے لوگ بھی ہوتے ہیں۔
ایک دوسری روایت میں ان کلمات کا اضافہ ہے: ”اور جب تم میں سے کوئی شخص تھا اپنی نماز
پڑھ رہا ہو تو جس قدر چاہے لمی نماز پڑھے۔“ (صحیح بخاری)

کی: یہ فلاں عورت ہیں، ان کی (خشوع و خصوص پر منی) نماز کا بہت چرچا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کو! تم اپنی طاقت کے مطابق پابندی سے عبادت کرتے رہو۔ پس اللہ کی قسم! اللہ تم سے اپنے فضل کو نہیں روکتا جب تک تم عبادت کرتے کرتے اکٹانہ جاؤ۔ اللہ کے نزد یہ سب سے زیادہ پسندیدہ وہ عبادت ہے جس پر عبادت کرنے والا یہی اختیار کرے۔“ (صحیح بخاری)

یہ حدیث ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ عبادت میں توازن ہونا چاہیے۔ ایک یا چند بھی نمازیں پڑھ لینا اور پھر نماز کو ترک کر دینے سے بہتر ہے کہ نماز کا نظام الاوقات متوازن ہو لیکن اس میں یہی شکل ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الَّذِينَ يُسْرِرُونَ، وَلَئِنْ يُشَادَ الَّذِينَ أَخْدُلُ إِلَّا غَلَبَةً، فَسَيَدُوا وَفَارِبُوا
وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِنُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلُجَةِ))
(صحیح البخاری) وفي رواية: ((سَيَدُوا وَفَارِبُوا، وَاعْدُوا
وَرَوْحُوا، وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلُجَةِ الْقَضَدَ تَبَلُّغُوا))

”بے شک دین آسان ہے، اور جب بھی کوئی شخص دین کے معاملہ میں سخت کرنے کی کوشش کرے گا تو دین ایسا کرنے والے پر غالب آجائے گا۔ لہذا عمل کے معاملے میں اعتدال سے کام لو۔ اگر کامل ترین صورت نہیں اپنا سکتے تو ایسے اعمال کرو جو اس سے قریب تر ہوں۔ اپنے رب کے پاس ملنے والے ثواب کی خوش خبری قبول کرو اور صح شام اور کسی قدر رات کی عبادت کے ذریعے مدد حاصل کرو۔“

ایک اور روایت میں ہے:

”عمل کے معاملے میں اعتدال سے کام لو اور اگر کامل ترین صورت اپنا نہیں سکتے تو ایسے اعمال کرو جو اس سے قریب تر ہوں۔ صح کوچلو شام کوچلو اور رات کے کچھ حصے میں۔ میانہ روی سے کام لو اور اعتدال کا دامن نہ چھوڑ، منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔“

معیارِ تقویٰ

دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نام ہے۔ اسی طرح تقویٰ بھی وہی پسندیدہ ہے جو شعائرِ نبوت کے مطابق ہو۔ من پسند معیارِ تقویٰ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”تین افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت (کے معمولات) جانے کے لیے ازاں میثاق مہنامہ میثاق

حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص پانی لانے والی اپنی دو اوپنیوں کے ساتھ آیا جبکہ رات کی تار میکی پھیل چکی تھی۔ اس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا تو اپنی اوپنیوں کو چھوڑ کر نماز میں شامل ہو گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرۃ یا سورۃ النساء کی تلاوت شروع کر دی۔ وہ شخص نماز چھوڑ کر چلا گیا۔ اسے خوب پہنچی کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس سے ناراض ہوئے ہیں۔ پس وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مشکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: ”معاذ! تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالتے ہو! تم نے سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الشمس اور سورۃ الیل کیوں نہ پڑھ لی، کیونکہ تمہارے پیچھے بڑی عرواء کے محض قریم رکوع و سجدو بھی ہماری نسبت طویل ہوتے تھے۔“ البتہ یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر قریم رکوع و سجدو بھی ہماری نسبت طویل ہوتے تھے۔

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((تَبَرِّزُوا وَلَا تُعْتَرِزُوا، وَبَتَرِزُوا وَلَا تُتَقْرِزُوا))

(بخاری و مسلم برداشت حضرت انس بن مالک)

”لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو اور انہیں مشکل میں نہ ڈالو اور انہیں بشارتیں دو (دین سے نفرت نہ دلاؤ)“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انفرادی نماز کی طوالت پسندیدہ قرار دینے کے ساتھ تفریط پر بھی وعید فرمائی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہیں منافق کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں۔ وہ عصر کی نماز کو موخر کرتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے، پھر وہ (جلدی سے) انتہا ہے اور مرغ نے کی طرح ٹھوگنیں مارتا ہے (یعنی جلدی رکوع و سجدہ کرتا ہے)۔ اللہ کا ذکر بھی بہت کم کرتا ہے۔“ (مندرجہ)

خلاصہ یہ کہ باجماعت نماز کو متوازن ہونا چاہیے تاکہ سب لوگوں کے احوال کی رعایت ہو اور انفرادی نماز خشوع و خصوص کی کیفیات کے ساتھ حقیقی طویل پڑھ سکتا ہو، پڑھنے کے لیے پسندیدہ بات ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ اس وقت میرے پاس ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ میں نے عرض میثاق مہنامہ میثاق

روزول کی بابت کیا معمول تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا۔ عبد اللہ بن عمرو بن جبہ رضا پے میں کہتے تھے: کاش کہ میں نے نبی ﷺ کی دی ہوئی رخصت کو قول کر لیا ہوتا!“ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی ﷺ اور حضرت ابو درداء ﷺ میں مذاخات کا رشتہ قائم فرمایا۔ وہ ابو درداء سے ملنے آئے تو دیکھا کہ اُتم درداء پر اگنہ حال ہیں۔ انہوں نے کہا: تم نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے؟ اُتم درداء نے جواب دیا: تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا وی حاجات سے غرض ہی نہیں (تو میں کس کے لیے زیب و زینت اختیار کروں)۔ اتنے میں ابو درداء ﷺ کے تو انہوں نے حضرت سلمان فارسی ﷺ کو کھانا پیش کیا۔ حضرت سلمان ﷺ نے کہا: آپ بھی کھائیں۔ حضرت ابو درداء ﷺ نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان ﷺ نے کہا: میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ نہیں کھائیں گے۔ پھر حضرت ابو درداء ﷺ نے کھانا کھایا۔ جب رات ہو گئی تو ابو درداء ﷺ نماز پڑھنے کے لیے جانے لگے۔ حضرت سلمان ﷺ نے ان سے کہا: سوجا۔ (مہمان کے اکرام میں) وہ سو گئے۔ پکھد دیر کے بعد وہ پھر نماز پڑھنے کے لیے آٹھے۔ حضرت سلمان فارسی ﷺ نے پھر کہا: سوجا۔ پھر جب رات کا آخری پھر ہوا تو حضرت سلمان فارسی ﷺ نے کہا: اب آپ اٹھیں۔ پھر دونوں نے نماز ادا کی۔ اس کے بعد ان سے حضرت سلمان فارسی ﷺ نے کہا: آپ کے رب کا آپ پر حق ہے، آپ کے نفس کا آپ پر حق ہے، آپ کی الہیہ کا بھی آپ پر حق ہے۔ آپ ہر حق دار کو اس کا حق دیں۔ پھر جب حضرت ابو درداء ﷺ نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے اور یہ قصہ سنایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا ہے۔ (صحیح بخاری)

راتوں کو عبادت میں قیام کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعریف فرمائی ہے لیکن شریعت نے اس میں غلوکو پسند نہیں کیا۔ شریعت اس بات کو بھی پسند نہیں کرتی کہ بندوں کے حقوق کو نظر انداز کر کے تحضیل عبادت گزاری کو کل دین سمجھ لیا جائے۔ ہمارے اہل و عیال کا بھی ہم پر حق ہے۔ پڑوسیوں کی خبر گیری بیاروں کی تیار داری بیواؤں اور تینیوں کے حقوق کا بھی خیال رکھنا ہے۔ علاوه ازیں اللہ کے بندوں کا ہم پر یہ بھی حق ہے کہ ہم دین کے معاملے میں ان کی رہنمائی کریں۔ حضور اکرم ﷺ کے فرمان ”الَّذِينَ النَّصِيحةَ“ پر عمل کرتے ہوئے حکمرانوں مابہنامہ میثاق

مطہرات کے گھروں پر آئے۔ پس جب انہیں آپ ﷺ کی عبادت کا معمول بتایا گیا تو انہوں نے اپنی دانست میں اسے کم سمجھا اور کہا: کہاں ہم اور کہاں نبی ﷺ! آپ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے مغفرت کلی کی قطعی سند عطا فرمادی ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی وقہ نہیں کروں گا۔ تیسرا نے کہا: میں تجدی کی زندگی گزاروں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ (دریں اشنا) رسول اللہ ﷺ نے تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگوں نے اس طرح کی باتیں کی ہیں۔ سنو! اللہ کی قسم! بے شک میں تم سب سے زیادہ اللہ کی خیشیت رکھنے والا اور تم سب سے زیادہ متقدی ہوں لیکن میں کبھی نفلی روزے رکھتا ہوں اور کبھی چھوڑ دیتا ہوں، میں راتوں کو نوافل پڑھتا ہوں اور پکھد دیر کے لیے سو بھی جاتا ہوں اور میں نے عورتوں سے نکاح بھی کر رکھے ہیں (تو ان کے حقوق بھی ادا کرتا ہوں)۔“

پھر فرمایا:

((فَمَنْ رَغَبَ عَنْ سُنْتِي فَلَنَسِ مَيِّ)) (صحیح البخاری)
”پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ میرے (پسندیدہ) طریقے پر نہیں ہے۔“

روزول میں میانہ روی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا: عبد اللہ! مجھے بتایا گیا ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو۔ میں نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ایسا نہ کرو۔ کبھی روزے رکھ لیا کرو اور کبھی چھوڑ دیا کرو۔ رات کو نوافل پڑھا کرو اور پکھد دیر سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے۔ سو تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہر مہینے تین روزے رکھ لیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر تینکی کا اجر دس گنا عطا فرماتا ہے۔ اور اس طرح تمہیں صائم الدہر ہونے کا ثواب مل جائے گا۔“ حضرت عبد اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں کہ میں نے (رسول اللہ ﷺ) کے اس مشورے پر عمل نہ کیا اور اپنے اوپر سختی کی تو میرے لیے بھی سختی مقدر ہو گئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے اندر قوت پاتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم اللہ کے نبی داؤ دعیۃ ﷺ کی طرح روزہ رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کی: داؤ دعیۃ ﷺ کا مابہنامہ میثاق

سے کچھ لوگ جمع ہوئے ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جو کام اجتماعی نویت کے ہوتے ہیں انہیں انجام دینے کے لیے ہر حال بہت سے لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنا ہوتا ہے۔ ہر ایک کو اپنی بات سمجھانی اور دوسروں کی سمجھنی ہوتی ہے۔ ایک جماعت میں طبیعت، قابلیتوں اور ذاتی خصوصیات کے حوالے سے اختلاف اپنی جگہ رہتا ہے۔ اس کے باوجود سب کو آپس میں موافقت کا ایک ماحول پیدا کرنا پڑتا ہے جس کے بغیر تعاون ممکن نہیں ہوتا۔ موافقت کے لیے کسر و انکسار ضروری ہے اور ایسا صرف معتدل مزاج لوگوں ہی میں ہو سکتا ہے جن کے خیالات بھی متوازن ہوں اور طبائع بھی متوازن ہوں۔ غیر متوازن لوگ اگر جمع ہو بھی جائیں تو زیادہ دریج رہ نہیں سکتے۔

اقامتِ دین اور نفاذِ شریعت کے لیے کام کرنے والے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے مزاج اور نقطہ نظر کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھانے کی عادت ڈالیں۔ اس سے ان کے اندر وہ توازن اور اعتدال پیدا ہوتا ہو تا جلایے گا جود نیا وی معاملات کو قرآن و سنت کے دیے ہوئے نقشے پر چلانے کے لیے درکار ہے۔

اخلاقی معاملات میں میانہ روی

امام غزالیؒ نے لکھا ہے: ”اللہ تعالیٰ نے جن اخلاقی صفات اور بشری ملکات سے انسان کو نواز ہے، ان میں افراط و تفریط و نقصان دہ ہے اور توازن و اعتدال پسندیدہ ہے۔ مثلاً غضب انسان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ یہ ایک یہی صفت ہے لیکن جب اسے شریعت کے تابع کر دیا جائے تو ملکوتی صفت بن جاتا ہے۔ اگر غضب میں افراط کیا جائے تو یہ انسان کو مقتنم مزاج اور جارح بنا دیتا ہے جسے تمہور کہتے ہیں۔ یہ انسان میں بے رحمی پیدا کرتا ہے۔ اگر غضب میں تفریط کی جائے تو انسان بزدل بن جاتا ہے۔ اگر غضب میں توازن اختیار کیا جائے تو یہ وصفِ محمود شجاعت بن جاتا ہے۔“

یہی صورت حال اتفاق کی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا تُجْعَلْ يَدَكَ مَغْفُولَةً إِلَى عُنْقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدْ مَمْلُوْمًا فَمَسْوُرًا﴾

”اور نہ باندھ لو اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چوڑ دو کہ پھر مہتممہ میثاق

سے ایک عام آدمی تک سب کو ہمیں بتانا ہے کہ ہمارا دین ہم سے کیا چاہتا ہے!

شہادتِ علی انساں اور اقامتِ دین کے لیے جذبہ و مہم بھی ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے۔ لہذا یہ تمام کام ہمارے پیش نظر ہے چاہیں اور ان میں افراط و تفریط سے بچتے ہوئے ایک توازن قائم رکھنا بھی دین کا تقاضا ہے۔

مزاج میں بے اعتدالی

اقامتِ دین کے لیے کام کرنے والوں کے مزاج میں بھی اعتدال ہونا چاہیے۔ اگر مزاج میں بے اعتدالی پیدا ہو جائے تو انسان بالعموم ہر چیز کا صرف ایک رخ دیکھتا ہے دوسرا رخ نہیں دیکھتا۔ ہر معا靡ے میں ایک پہلو کا لحاظ کرتا ہے اور دوسرا سے پہلو کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ ایک سمت میں اس کا ذہن پہل پڑتا ہے تو وہ اسی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے، دوسرا سمت کی طرف پڑھتے ہے تو وہ اسی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جس چیز کو ہم سمجھ لیتا ہے، بس اسی کو پکڑ لیتا ہے۔ دوسرا اہم بلکہ اہم تر چیزیں اس کے نزدیک کوئی وقت نہیں رکھتیں۔ جس چیز کو برا سمجھ لیتا ہے، بس اسی کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اس سے زیادہ بڑی برائیاں اس کے نزدیک قابل توجہ نہیں ہوتیں۔ اصولیت اختیار کرتا ہے تو اصول پرستی میں شدت دکھانے لگتا ہے، کام کے عملی تقاضوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ عملیت کی طرف بھکلتا ہے تو بے اصولی کی حد تک عملیت پسند بن جاتا ہے اور کامیابی ہی کو مقصود بالذات بنالیتا ہے۔

یہ کیفیت آگے بڑھ کر سخت انتہا پسندی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ پھر آدمی اپنی رائے پر ضرورت سے زیادہ اصرار کرنے لگتا ہے۔ اختلافِ رائے میں شدت برتنے لگتا ہے۔ دوسروں کے نقطہ نظر کو انصاف کے ساتھ نہ دیکھتا ہے اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ چیز روز بروز اسے دوسروں کے لیے اور دوسروں کو اس کے لیے ناقابل برداشت بناتی چلی جاتی ہے۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ جماعت ہی سے کٹ جاتا ہے۔

اگر کسی جماعت میں ایسے بہت سے غیر متوازن ذہن اور غیر معتدل مزاج لوگ جمع ہو جائیں تو پھر ہاں مختلف ٹولیاں بن جاتی ہیں۔ ایک انتہا کے جواب میں دوسرا انتہا پیدا ہو جاتی ہے۔ اختلافات شدید سے شدید تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھوٹ پڑتی ہے، دھڑے بندیاں ہوتی ہیں۔ اس کشاش میں وہ کام ہی خراب ہو کر رہ جاتا ہے جسے بنانے کے لیے بڑی نیک نیتی مہتممہ میثاق

بیٹھے رہو ملامت زدہ ہارے ہوئے۔“

گردن سے ہاتھ باندھ لیا استغوارہ ہے بغل اور کنجوی کا، یعنی آپ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ باندھ کر کسی کو پکھد دینے سے خود کو معذور نہ کر لیں۔

سورۃ الفرقان میں ”عبد الرحمن“ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا الْمَيْسُرَ فُؤَلَّمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ يَئِنَّ ذَلِكَ قَوَاماً﴾

”اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بغل سے کام لیتے ہیں بلکہ (ان کا معاملہ) اس کے بین میں معتدل ہوتا ہے۔“

اسی طرح سورۃلقمان میں ارشاد الہی ہے:

﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْبِكٍ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۖ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمْيِيرِ﴾

”اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز کو پست رکھو۔ یقیناً سب سے ناپسندیدہ آواز گلہ کی آواز ہے۔“

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیان فرماتے ہیں کہ یہ میانہ روی صرف ظاہری چال ہی میں مطلوب نہیں بلکہ زندگی کی مجموعی ”چال“ میں بھی مطلوب ہے۔ قرآن مجید میں معیشت کی میانہ روی پر خاص طور پر بہت زور دیا گیا ہے۔

اتفاق میں افراط ”اسراف اور تبذیر“ ہے جو شیطانی خصلتیں ہیں جبکہ تفریط ”بغل“ ہے۔ ان دو انتہاؤں کے درمیان توازن قائم ہو جائے تو پھر وصف ”سخاوت“ پیدا ہوتا ہے جو کہ انتہائی پسندیدہ ہے۔ اگرچہ اتفاق میں افراط نیکی کے جذبہ کے تحت بھی ہو سکتا ہے مگر یہ بھی پسندیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر رہوانی و صفت بھی رکھا ہے۔ اس میں افراط بے حیائی ہے، غاشی ہے، آوارگی و بے آبروی ہے۔ تفریط یعنی مجرور ہنا اول تو ویسے ہی نہایت مشکل ہے، اور اگر کسی کے لیے نہ بھی ہوت بھی دین نے اسے پسند نہیں کیا ہے۔ شہوانی جذبات میں اعتدال توازن حیا اور پاک دامنی ہے۔ رشته ازدواج میں مسلک ہونا شفقت نبوی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((النَّكَاحُ مِنْ سُنْنَةِ)) (سنن ابن ماجہ)

یہی معاملہ ”انا“ کا ہے جسے اعتدال میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر انا حد سے بڑھ مہتممہ میثاق — (43) جون 2023ء



اپنے ذاتی اوقات میں سے کم از کم نصف گھنٹہ نکال کر
”بیان القرآن“ کے ترجمہ و ترجمانی کا ضرور مطالعہ کریں،
آپ یقیناً مستفید ہوں گے۔ (ان شاء اللہ!)

جائے تو بے ادبی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی انا کی افراط نے ”عزازیل“ کو ”المیں مردو“ بنادیا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر مشکل پڑی تو ان کی زبان پر اللہ کا نام آیا لیکن شیطان کی زبان پر لفظ ”انا“ آیا۔ دوسری طرف ”انا“ اگر حد سے زیادہ گھٹ جائے گی تو انسان دنیا میں ناکارہ اور بیکار ہو جائے گا۔ ایسے میں اس کی اپنی نظروں میں بھی عزت نہ رہے گی۔ ایک مومن کو اپنے ایمان اور اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے فخر ہونا چاہیے۔ چونکہ میں ایک مومن ہوں، اللہ مجھے اپنی صلاحیتوں کی حفاظت کرنی ہے۔ ان کی دیکھ بھال میری ذمہ داری ہے۔ ان احساسات سے خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

اگر غور کریں تو ہمیں اس کائنات کے ہر ذرہ میں بھی توازن نظر آئے گا اور بڑے بڑے اجرام فلکی میں بھی۔ اس دنیا کی تمام تر خوب صورتی توازن ہی کے مرہون منت ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی یہ توازن قائم نہ رہے تو کائنات قائم ہی نہیں رہ سکتی۔

اسی طرح خود ہمارے جسم کے اندر بھی تمام کیمیائی مرکبات میں ایک حسین توازن موجود ہے۔ کسی ایک مرکب میں بھی افراط و تفریط ہو جائے تو انسان یہاں ہو جاتا ہے۔ آج سائنس دان ماحولیاتی توازن پر بہت زور دے رہے ہیں۔ تمام چرند پرند، حیوانات اور زندگی کے لیے ضروری وسائل مثلاً پانی، مختلف اقسام کے پودے پیداوار، ان سب میں بھی ایک توازن ہے۔ گوبل، وارمنگ اور موسمیاتی تبدیلیوں جیسے موجودہ وسائل اسی وجہ سے ہیں کہ انسان نے اس زمین کے نظام میں عدم توازن پیدا کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توازن و اعتدال پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین یا رب العالمین!

يُخْبِرُ اللَّهُ النَّبِيَّ وَاللَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَإِيمَانَهُمْ يَقُولُونَ رَبِّنَا أَنْتَمْ لَنَا نُورٌ تَأْغِفْنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ^(۸) (التحريم)

”اے اہل ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ۔ امید ہے تمہارا رب تم سے تمہاری برائیوں کو دور کر دے گا اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن کے دامن میں ندیاں بنتی ہوں گی، جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا۔ (اُس دن) ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے سامنے اور ان کے دامنی طرف۔ وہ کہتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے نور کو کامل کر دے اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر شے پر قادر ہے۔“

توبہ نصوحا کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک توبہ نصوحا (خالص توبہ) یہ ہے:
الندم بالقلب، والاستغفار باللسان، والاقلاع بالبدن، والاضمار
علی ان لا يعود (القاموس الفقهي، ص: ۵۰)
”دل میں گناہ پر شرم دیگی ہو، زبان سے استغفار کرے، گلی طور پر گناہ ترک کر دے اور دوبارہ اسے نہ کرنے کا پہنچتا ارادہ کرے۔“

ایک روایت میں ”توبہ نصوحا“ کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

أَن يَنْدَمِ الْعَبْدُ عَلَى الذَّنْبِ الَّذِي أَصَابَ فَيَعْتذرُ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ إِلَيْهِ كَمَا لَا يَعُودُ اللَّبَنُ إِلَى الصَّرَعِ (الدر المنشور: ۲۲۷/۸)
”کہ بندہ اس گناہ پر نادم ہو جس کا اس نے ارتکاب کیا، پھر اللہ کے سامنے مغفرت پیش کرے، پھر بندہ اس گناہ کی طرف نہ لوئے، جیسا کہ دودھ تھن میں نہیں لوٹتا۔“

گناہ کے بعد فوری توبہ

آدمی سے کسی گناہ و معصیت کا ہونا فطری بات ہے، مگر ایک مسلمان کو جوں ہی گناہ کا احساس ہو جائے تو اس کی ملائفی کی کوشش کرنی چاہیے۔ بدکار اور فاسق و فاجر شخص کی طرح گناہ سے بے اعتنائی نہیں بر تی چاہیے اور نہ گناہ کو معمولی سمجھنا چاہیے۔ جب بھی کسی سے گناہ کا صدور ہو جائے تو اس گناہ کو پہاڑ جیسا بوجھ سمجھتے ہوئے فوراً توبہ کرنی چاہیے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ماہنامہ میثاق (46) جون 2023ء

توبہ کیوں ضروری ہے؟

اخذ و ترتیب: شعبہ مطبوعات، قرآن اکیڈمی، لاہور

توبہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے حقیقی معنی رجوع کرنے کے بین اور اصطلاح شریعت میں توبہ سے مراد یہ ہے کہ شریعت میں جو کچھ مذموم ہے، اس سے لوٹ کر قابل تعریف شے کی طرف آیا جائے۔

توبہ کا حکم اور ترغیب

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر توبہ کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے:
چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ مَنِ اتَّهَمَنَا أَيُّهُمْ مِنْنُّونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور)
”اور (اے اہل ایمان!) تم سب کے سبل کر اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“
ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

﴿وَأَنَا سَتَعْفِرُ وَرَبِّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ﴾ (ہود: ۳):
”اور یہ کہ اپنے رب سے استغفار کرو، پھر اس کی جناب میں توبہ کرو۔“
حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ جب کسی بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اسی حالت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا حکیم و کریم ہے کہ اپنے گناہ گار بندوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ گناہ کے بعد اس سے معافی مانگیں اور توبہ کر کے خود کو پاک صاف کر لیں۔

سورہ التحریم میں اہل ایمان کو خالص توبہ کا حکم دیا گیا۔ مزید برآں، خالص توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر جو احسان فرمائے گا اس کا ذکر بھی اسی آیت کریمہ میں ہے:
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصْوَحَةً عَنِ رَبِّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتُكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّتِ تَجْرِيْنَ فِيْ مِنَّ تَحْمِلُنَا الْأَنْهَارُ﴾ (یومہ لا ماهنامہ میثاق (45) جون 2023ء

کب ہم پر موت واقع ہو جائے، اس لیے توبہ کرنے میں ہرگز کوتا ہی نہیں برتی چاہیے، بلکہ اس معاملے میں عللت سے کام لینا چاہیے۔ پھر توبہ کے بعد امید کھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ توبہ کے بعد نہ صرف مسلمان بلکہ کفار و مشرکین کو بھی معاف فرمادیتے ہیں۔

قرآن کریم میں نصاریٰ کے کفر و شرک کو بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوا:

﴿أَفَلَا يَتُؤْمِنُونَ إِنَّ اللَّهَ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (المائدۃ) کیا یہ لوگ اللہ کی جناب میں توبہ اور اس سے استغفار نہیں کرتے؟ اور اللہ تو غفور اور رحیم ہے۔

مؤمن کی شان

انسان گناہوں کا پتلا ہے اور اس سے ہر وقت چھوٹے بڑے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ بڑے سے بڑا مقتقی اور پرہیز گار شخص بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہے یا اس سے کبھی کسی گناہ کا ارتکاب نہیں ہوا۔ البتہ ایک مؤمن اور غیر مؤمن میں فرق یہ ہے کہ مؤمن جب کسی گناہ کا مرتكب ہوتا ہے تو وہ فوراً اپنے رب کی جانب پلتا ہے اور اس سے مغفرت طلب کرتا ہے۔ قرآن کریم ایسے لوگوں کی یہ صفت بیان کرتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاجِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفِرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَعْفُرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ أَعْلَمُ وَلَمْ يُصْرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (آل عمران)

”اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی ان سے کسی بے حیائی کا ارتکاب ہو جائے یا وہ اپنے اوپر کوئی اور ظلم کر پہنچیں تو فوراً انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے پس وہ اس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اور کون ہے جو معاف کر سکے گناہوں کو سوائے اللہ کے؟ اور وہ اپنے اس (غلط) فعل پر جانتے بوجھتے اصرار نہیں کرتے۔“

جب کہ غیر مؤمن ایسا نہیں کرتا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مؤمن اور ایک فاسق و فاجر کا طرزِ عمل اس طرح سے بیان فرمایا ہے:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَانَهُ قَاعِدًا مُخْتَلَطًا جَبَلٌ يَخَافُ أَنْ يَقْعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذَبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا قَالَ أَبُو شَهَابَ: بِنِدَبٍ فَوْقَ أَنْفِهِ [صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب التوبۃ: ۲۳۰۸]

”مؤمن اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے جیسے وہ ایک پیار کے دامن میں بیٹھا ہو اور ڈرتا ہو کہ وہ اس پر گرنے پڑے، جب کہ فاجر اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے گویا ایک مکھی تھی جو اس کی ناک پر بیٹھ گئی تھی اور جسے اُس نے ہاتھ ہلا کر اڑا دیا۔“

نبی کریم ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں رفتہ رفتہ جب امت مسلمہ کا زوال شروع ہوا تو بعض گناہوں کو چھوٹا اور کم تسبیح کر نظر انداز کیا جانے لگا۔ حضرت عبادہ بن قرطہ رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

إنكم لتأتونَ أُمُورًا هِيَ أدقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشِّعْرِ، كُنُّا نُعَذِّهَا عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمُوْبَقَاتِ، وَالْمُوْبَقَاتُ هِيَ الْمُهْلَكَاتِ

[سنن الدارمی: ۲۸۱۰]

”تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی باریک ہوتے ہیں، جب کہ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہلاک کر دینے والے کام شمار کرتے تھے۔“

آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم برابر چھوٹے بڑے گناہ کرتے رہتے ہیں، لیکن ان کو اہمیت نہیں دیتے یا بہت معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ ہمارے دلوں سے اللہ تعالیٰ پر یقین، جزا و سزا کا احساس اور حلال و حرام کی تمیز ختم ہو چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّكُمْ وَمُخْقَرَاتِ الْذُّنُوبِ، فَإِنَّمَا مُثْلُ مُخْقَرَاتِ الْذُّنُوبِ كَمَثَلِ قَوْمٍ تَرَلُوا بَطْنَ وَادٍ، فَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، وَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، حَتَّىٰ حَلَّوْا مَا أَنْضَبُجُوا بِهِ خُبْرَهُمْ، وَإِنَّ مُخْقَرَاتِ الْذُّنُوبِ مُثْنَى يُؤْخَذُ بِهَا صَاحِبُهَا شَهِلَكُهُ))

[صحیح الجامع: ۲۸۶، راوی: سہل بن سعد الساعدي]

”حقیر سمجھے جانے والے (چھوٹے چھوٹے) گناہوں سے بچو۔ حقیر سمجھے جانے والے گناہوں کی مثال ان لوگوں کی ہے جو ایک وادی کے دامن میں اترے۔ ہر شخص نے ایک ایک لکڑی جمع کی حتیٰ کہ اتنی لکڑیاں لکھی ہو گئیں جن سے انہوں نے اپنی روٹیاں پکائیں۔ اور حقیر سمجھے جانے والے گناہ جب اپنے کرنے والے کو پکڑ لیتے ہیں تو اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صغیرہ گناہوں سے بھی بچنا چاہیے، ورنہ یہ انسان کو کبیرہ گناہوں سے جاتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جب صغیرہ گناہوں کو بار بار انعام دیا جائے تو وہ کیرہ ماہنامہ میثاق ————— (48) ————— جون 2023ء

بن جاتے ہیں اور اگر کبیرہ گناہوں پر استغفار کیا جائے تو وہ کبیرہ نہیں رہتے۔

دل کو زنگ آلوہ ہونے سے بچانا

حدیث نبویؐ کے مطابق انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ جب وہ توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے۔ مگر جب کوئی شخص توبہ نہ کرے بلکہ مستقل گناہ کرتا رہے تو وہ نقطہ بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا پورا دل زنگ آلوہ ہو جاتا ہے، پھر اس میں حق قول کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جب بھی ہم سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر کے دل کو زنگ آلوہ ہونے سے بچانا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ رض کا فرمان روایت کرتے ہیں:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ حَطِيَّةً نُكِثَّتْ فِي قَلْبِهِ نُكَثَّةٌ سُودَاءُ ، فَإِذَا هُوَ تَزَعَّ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ ، وَإِنْ عَادَ زِيدٌ فِيهَا حَتَّى تَغْلُقَ قَلْبُهُ ، وَهُوَ الرَّأْنُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْأَبْلَى سَهْرَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ)) [المطففين: ۳۳۳] [سنن الترمذی: ۲۷۰۳]

”بے شک بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر لگا دیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ گناہ چھوڑ دیتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور (بغیر توبہ کیے ہوئے) دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس نقطہ میں زیادتی کر دی جاتی ہے تا آں کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ اسی کو ”ران“ کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم میں) بیان فرمایا ہے: ”ہرگز نہیں! بلکہ (اصل صورت حال یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر زنگ آگیا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔“

توبہ کی قبولیت کب تک؟

جب بندہ اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

»وَهُوَ الَّذِي يَقْبُلُ التَّوْبَةَ عَنِ عِبَادَةٍ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ) (الشوری)

”اور وہی ہے کہ جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی بہت سی برا بیوں سے درگز کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔“

بارگاہِ الٰہی میں توبہ کی قبولیت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک انسان جان کنی کے عالم میں نہ پہنچ جائے۔ اس کے بعد قبولیت توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ ثَابَ إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ يَغْرِغَ قَبْلَ اللَّهِ مِنْهُ)) [مسند احمد]
”جو شخص نزع کے آثار شروع ہونے سے پہلے اللہ کے حضور توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔“

جہاں تک توبہ کی قبولیت کے وقت کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک توبہ قبول فرمائیں گے جب تک کہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی یعنی سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ ثَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ))

[صحیح مسلم: ۲۷۰۳]

”اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لی۔“

توبہ کی شرائط

توبہ کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ اگر توبہ کرنے والا ان شرائط کو ملاحظہ کر کر توبہ کرتا ہے تو امید ہے کہ وہ توبہ اس کے لیے مفید اور نافع ہو گی۔ اگر توبہ کرنے والا ان شرائط کا لاحاظہ نہیں کرتا تو ممکن ہے کہ وہ توبہ مفید اور شر آور نہ ہو۔ توبہ کی قبولیت کے لیے کتب میں متعدد شرائط مذکور ہیں، مگر اس حوالے سے حضرت علی رض نے جو چھ شرائط بیان کی ہیں وہ نہایت ہی جامع اور سب کے نزدیک مسلسل ہیں۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) اپنے گزشتہ برے عمل پر ندامت

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ جو فرائض و واجبات ادا ہونے سے رہ گئے ہیں،

آن کی قضا

(۳) کسی کمال و غیرہ ظلمائی تھا تو اس کی واپسی

ایسی قسم نہیں ہے جسے میں نے انجام نہ دیا ہو تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے مجھے معاف کر دینا ممکن ہوگا؟ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی تمام باتیں ایک مومن کو زیب نہیں دیتیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کی کشادگی پر یقین نہیں ہے، بلکہ فرمان الہی ہے:

﴿وَرَحْمَةً وَسِعَةً لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

”اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔“

اسی طرح ایسا شخص کیا اس بات پر بھی یقین نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش سکتا ہے؟ اس کے گناہوں کو مٹانے کی قدرت رکھتا ہے؟ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

((يَا أَبْنَى آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجُوتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِي ، يَا أَبْنَى آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَّ النَّمَاءِ ثُمَّ اشْتَغَفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي ، يَا أَبْنَى آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابَ الْأَرْضِ خَطَايَاكُمْ لَقِيَتِنِي لَا تُشَرِّكُ بِي شَيْئًا لَا تَأْتِيَتُكَ بِقُرَابَهَا مَعْفُرَةً))

[رواہ الترمذی و قال : حدیث حسن]

”اے ابن آدم! ثو جب بھی مجھے پارے اور مجھے سے موقع رکھتے تو تیرے جتنے بھی گناہ ہوں گے میں بخش دوں گا اور مجھے اس کی ذرا بھی پروانیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں، پھر تو مجھے بخشش طلب کرتے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پروانیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہ لے کر آئے، پھر مجھ سے اس حال میں ملے کر ٹو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں زمین بھر بخش لے کر تیرے پاں آؤں گا۔“

رہی بات گناہوں کو مٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی، تو ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد بایں الفاظ نقل ہوا ہے:

((مَنْ عَلِمَ أَبْيَ ذُو قُدْرَةٍ عَلَى مَغْفِرَةِ الذُّنُوبِ غَفَرْتُ لَهُ وَلَا أُبَالِي ، مَا لَمْ يُشَرِّكْ بِي شَيْئًا ، وَذَلِكَ إِذَا لَقِيَ الْعَبْدُ رَبَّهُ فِي الْآخِرَةِ))

[المستدرک علی الصحيحین: ۲/۷۴]

”جسے یہ علم ہو گیا کہ میں گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کے گناہ بخش

ماہنامہ میثاق ————— (52) ————— جون 2023ء

(۴) کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا اور تکلیف پہنچائی تھی تو اس سے معافی

(۵) آئندہ اس گناہ کے قریب نہ جانے کا پہنچنے عزم واردہ

(۶) جس طرح اس نے اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا ہے، اب وہ

اسے اطاعت کرتے ہوئے دیکھے۔ (معارف القرآن: ۸/۵۰۶)

توبہ پر ثابت قدمی کیسے؟

☆ سب سے پہلے تو انسان کو جلد تو بے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، کیونکہ اس میں تاخیر کرنا بذات خود ایک بڑا گناہ ہے۔

☆ ساتھ ہی اسے اس بات کا ڈر ہونا چاہیے کہ معلوم نہیں، اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں! اس سے وہ دوبارہ اس کا مرکب ہونے سے فتح سکے گا۔

☆ وہ گناہوں والی بھجوں اور برے ساتھیوں کو بھی چھوڑ دے، وگرنہ ان میں لوٹ جانے کا خطرہ موجود ہتا ہے۔

☆ اگر اس کے پاس کچھ حرام اشیاء ہوں تو ان کو تلف کر دے، وگرنہ یہ چیزیں اس کو دوبارہ برا بیوں میں منتلا کر دینے کا سبب بن سکتی ہیں۔

☆ نیک دوستوں کا انتخاب کرے تاکہ وہ اس کو توبہ پر ثابت قدم رکھنے میں مدد کر سکیں۔

☆ ایسی علمی مجالس اور ذکر کے حلقوں میں شرکت کرے جو اس کو ان گناہوں سے باز رکھ سکیں۔

☆ حلال کمائی سے اپنی پورش کرے اور کسی بھی گناہ کو کم تر نہ سمجھے۔

ان تمام اصولوں پر عمل بیڑا ہونے سے وہ توبہ پر ثابت قدم رکھ سکتا ہے۔

شیطان کی طرف سے رکاوٹیں

شیطان یہ کبھی نہیں چاہتا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور نیک راستے پر چلے۔

اس کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ اگر کوئی توبہ کر کے سیدھے راستے پر چلا چاہے تو اسے روکے۔

اس کے لیے وہ مختلف حیلوں، بہانوں اور وسوسوں سے کام لیتا ہے۔ ان میں سے چند راجح ذیل ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں تو بے توبہ کرنا چاہتا ہوں، لیکن کیا اس کی کوئی ضمانت ہے کہ اگر میں تو بہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادیں گے؟ اگر مجھے یقین طور پر علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے

معاف فرمادیں گے تو میں توبہ کرلوں۔ یا یہ کہ مجھے سے اتنے زیادہ گناہ ہو گئے ہیں اور گناہ کی کوئی ماہنامہ میثاق ————— (51) ————— جون 2023ء

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوا إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ بِمَا تَفْعَلُونَ
مَرَّةً)) [صحيح مسلم: ٢٧٠٢]

”اے لوگو! اللہ کے حضور توہبہ کرو، کیونکہ میں خود اس کے حضور دن بھر میں سوار توہبہ کرتا ہوں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

((وَاللَّهُ أَنِّي لَا نَسْقِفُ اللَّهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرُ مِنْ سَبْعِينَ
مَرَّةً)) [صحیح البخاری: ٧٣٠]

”اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ کے سامنے استغفار اور توہبہ کرتا ہوں۔“
ان اعداد کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کے رسول سلطنتیہ نے صرف سوار یا ستر بار ہی توہبہ کرتے تھے بلکہ
مراد یہ ہے کہ آپ سلطنتیہ معموم عن الخطہ ہونے کے باوجود کثرت سے دن رات توہبہ کرتے
تھے۔ اس سے امت محمدیہ پرستیت کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ بھی کثرت سے توہبہ کریں۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں!

اللہ تعالیٰ اتنا سخنی، کریم اور غفور و رحیم ہے کہ اپنے بندے کا انتظار کرتا ہے کہ وہ اپنے
گناہوں کی گھٹھری لے کر کب اور کس وقت ہمارے در پر آئے گا اور توہبہ کرے گا! اللہ کا
درِ مغفرت دن رات ہر وقت کھلا ہے۔ جب بندہ توہبہ کرتا ہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس بندے سے
رضی ہو جاتا ہے اور اپنی غفاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بندے کے گناہوں کو معاف فرما
دیتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَسْطُطُ يَدَهُ بِاللَّيلِ لِيَتُوْبَ مُسِيءُ النَّهَارِ،
وَيَسْطُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيءُ اللَّيلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ
مَغْرِبِهَا)) [صحیح مسلم: ٢٧٥٩]

”اللہ عزوجل رات میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گناہ کا توہبہ کر لیں، اور اپنا ہاتھ
دن میں پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گناہ کا توہبہ کر لیں، یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے
طلوع ہونے لگے۔ (یعنی قیامت کے قریب تک اللہ تعالیٰ ایسا کرتا رہے گا۔)“

اللہ تعالیٰ کا اپنا ہاتھ پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کی توہبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔
ماہنامہ میثاق میاں جوں 2023ء = (54)

دوسرا گا، بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ (اس کے بعد آپ سلطنتیہ نے
فرمایا:) اور یہ بات آخرت میں ہوگی جب بندہ اپنے پروردگار سے ملے گا۔“
اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں توہبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے ساتھی مجھے اس سے
روکتے ہیں اور وہ میرے ماضی کے گناہوں اور رازوں کو عام کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔
درحقیقت یہ لوگ انسان کو راست پر دیکھنا نہیں چاہتے ہیں، اس لیے وہ اس طرح کے اوپر
ہتھیں نہ اخیر کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے اور ﴿خَسْبُنَا
اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (آل عمران) ”اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہی بہترین کار ساز
ہے، پڑھنا چاہیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی مؤمنوں کا مد دگار ہے اور مشکل میں وہ انہیں کبھی تباہی نہیں
چھوڑتا ہے۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿يَنْبَغِيَ اللَّهُ إِلَيْهِ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الشَّائِبِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَيُضَلُّ اللَّهُ الظَّلِيلِينَ وَيَقْعُلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾ (ابراهیم)

”اللہ بثات عطا کرتا ہے اب! ایمان کو قول ثابت کے ذریعے سے دنیا کی زندگی میں بھی
اور آخرت میں بھی۔ اور گمراہ کر دیتا ہے اللہ ظالموں کو اور اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔“
پھر بھی اگر اس بات کا ڈر ہو کہ پرانی ہاتوں اور گناہوں سے معاملہ بگر سکتا ہے تو قریبی
لوگوں کو اعتماد میں لے کر بتا دینا چاہیے کہ مجھ پر شیطان حاوی تھا اور مجھ سے غلطیاں ہو گئی تھیں،
لیکن میں نے اب اپنے گناہوں سے رب کے حضور توہبہ کر لی ہے۔ ویسے بھی حقیقی رسائی وہ ہے
جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے آخری انسان
تک سب موجود ہوں گے۔ اس لیے اس دنیا ہی میں ہم سب کو اپنے گناہوں سے توہبہ کر لینی
چاہیے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان پھر نیکوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ وہ بھی
اس طرح سے کہ بسا اوقات شیطان بھی افسوس کرنے لگتا ہے کہ کاش میں نے اس کو اس گناہ میں
بیتلانہ کیا ہوتا!

کثرت سے توہبہ کرنے کا حکم

رسول اکرم سلطنتیہ نے اپنی امت کو کثرت سے توہبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک حدیث
مبارکہ میں آپ سلطنتیہ نے توہبہ کے حوالے سے اپنے عمل کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:
ماہنامہ میثاق جوں 2023ء = (53)

مذاہبِ عالم کی ایک بڑی غلطی

اس عنوان کے تحت داعیٰ قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ”توبہ کی عظمت اور تاثیر“ سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

”توبہ کے معاملے میں تاریخ مذاہبِ عالم میں ایک بہت بڑی غلطی ہوئی ہے اور دنیا کے دوسرے مذاہب نے اپنے فلسفہ اخلاق میں توبہ کے بارے میں بہت ٹھوکریں کھائی ہیں جس کے باعث ان کا نفع نظر کچھ ہو گیا ہے۔ اصل تورات میں حضرت آدم و حواؓ سے سرزد ہونے والی غلطی، ان کی توبہ اور پھر اس غلطی کے معاف ہونے کا تذکرہ موجود تھا، لیکن بعد میں جب تورات کو دوبارہ مرتب کیا گیا تو اس میں ان کی توبہ اور معافی کا ذکر شامل نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ سے انہوں نے عجیب و غریب فلسفے بنالیے۔ آپ اندازہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنا اونچا مقام عطا کیا تھا کہ سارے فرشتوں کو ان کے سامنے سجدہ کروایا اور اس کے بعد صرف ایک ہی حکم دیا کہ جہاں سے مرضی کھاؤ یوں سارا باغِ مباح ہے، بس اس ایک درخت کے قریب مت جانا۔ از روئے الفاظ قرآنی: «وَلَا تَقْرُبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظَّالِمِينَ» (البقرة) اور اس درخت کے قریب مت جانا، ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ مگر حضرت آدم اور حضرت حواؓ کام کر بیٹھے جس سے منع کیا گیا تھا۔ سوچیے، کتنی بڑی خطا ہو گئی! لیکن قرآن نے وضاحت کر دی کہ اس غلطی کے سرزد ہونے کے فوراً بعد حضرت آدم کے دل میں ندامت پیدا ہو گئی۔ دل میں پچھتاوا ہے اور دل کو رچکا ہے، لیکن ان کے پاس الفاظ نہیں تھے کہ کن الفاظ میں اللہ سے معافی مانگیں۔ تو وہ الفاظ بھی اللہ تعالیٰ نے سمجھائے: «فَشَفَقَ أَدْمُ مِنْ رَبِّهِ الْكَلِيلِ فَتَابَ عَلَيْهِ طَرَأَةٌ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ» (البقرة) ”پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے چند کلمات، تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہی تو ہے توبہ کا بہت قبول کرنے والا اور حرم فرمانے والا۔“

توبہ کی اصل حقیقت تو انسان کے اندر اپنی غلطی پر ندامت کا پیدا ہو جانا ہے۔ اس حقیقت کو علامہ اقبال نے اپنے غفوں ایسا شباب میں اس شعر میں نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے، جسے داغِ دہلوی نے بہت پسند کیا اور اس پرداد دی کہ میاں اس عمر میں یہ شعر امانتہ میثاق

موتی سمجھ کے شان کریں نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے!

انفعال کہتے ہیں پیشانی اور شرمندگی کو۔ عام طور پر جب کسی انسان پر پیشانی اور شرمندگی طاری ہوتی ہے تو پیشانی پر پیشانہ سما جاتا ہے۔ اس بارے میں علامہ اقبال کہتے ہیں کہ اللہ کی نگاہ میں ان قطروں کی اتنی قیمت اور اتنی وقعت ہے کہ میرے بندے نے پیشانی اختیار کی ہے، اسے اپنے اس غلط کام پر رنج و افسوس ہو رہا ہے، کہ پروردگار نے پیشانے کے ان قطروں کو موتیوں کی طرح چین لیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے جب خطا کا ارتکاب ہوا تو ان کے دل میں وہ پیشانی پیدا ہو گئی، لیکن ان کے پاس وہ الفاظ نہیں تھے جن سے اپنی پیشانی کا اخبار کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت یہ ہوئی کہ اُس نے وہ کلمات خود سکھا دیے۔ قرآن نے ان ”کلمات“ کا بھی تذکرہ کیا ہے جن کے سبب حضرت آدم و حوا کو معافی ملی: «رَبَّنَا ظَلَمَنَا أَنفُسَنَا سَكَّ وَإِنَّ لَمَ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْجِمَنَا لَنَكُونَنَا مِنَ الْخَسِيرِينَ» (۲۳) (الاعراف) ”اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر خطا کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں بخش نہ دیا اور ہم پر حرم نفر مایا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں ہو جائیں گے۔“

گناہوں کے نقصانات

امام ابن قیم الجوزیؒ نے اپنی کتاب ”الداء والدواء“ میں گناہوں کے کئی نقصانات بتائے ہیں جو درج ذیل ہیں:

”علم سے محرومی، دل میں وحشت، کاموں کا گراں بار ہونا، بدن کا کم زور ہو جانا، برکت کا اٹھ جانا، تو فیق کی کمی سینہ میں گھٹن، برا یوں کا پیدا ہونا، گناہوں کا عادی ہونا، اللہ تعالیٰ اور دنیا والوں کی گناہوں میں گرجانا، دل پر مہر لگ جانا، دعا کا قبول نہ ہونا، شرم و حیا اور غیرت کا ختم ہو جانا، لوگوں کا رعب دل میں بیٹھ جانا اور دنیا و آخرت میں عذاب کا مستحق ہو جانا، غیرہ۔“

اس لیے انسان کو گناہوں سے بچنا چاہیے اور اگر کوئی گناہ ہو بھی جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ انتہائی رحم اور مغفرت کرنے والا ہے۔ وہ ایسے بندوں پر رحمت و شفقت فرماتا ہے جو اس کی طرف حقیقی معنوں میں رجوع کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ توبہ کے لیے انسان کو کچھ مہلت عطا کرتا ہے اور اسے موقع دیتا ہے کہ وہ توبہ مانتہ میثاق

اس تحریر کا اختتام ایک قرآنی آیت پر کیا جا رہا ہے، جس میں ارشاد فرمایا گیا کہ اگر بندہ کبائر (بڑے گناہوں) سے خود کو بچا لیتا ہے تو اس کے صغار (چھوٹے گناہوں) کو رحیم و کریم اللہ سبحانہ تعالیٰ خود ہی معاف کر دے گا اور اس بندے کو ایک باعزّت جگہ (جنت) میں داخل فرمائے گا۔ آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿إِنَّمَا تَعْذِيبُ الظَّالِمِينَ مَا تُنْهَىٰ عَنِ الْقِرْبَةِ إِنَّمَا تُنْهَىٰ عَنِ الْقِرْبَةِ مَنْ يَرْجُوا حُكْمَ الْأَنْجَلِ﴾ (النساء ٤٧)

”اگر تم اجتناب کرتے رہو گے ان بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا جا رہا ہے تو ہم تمہاری چھوٹی برائیوں کو تم سے دور کر دیں گے اور تمہیں داخل کر دیں گے بہت باعزّت جگہ پر۔“
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکیوں سے شدید محبت اور گناہوں سے شدید نفرت عطا فرم کر خالص توبہ کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!



ہماری ویب سائٹ

www.tanzeem.org

پر ملاحظہ کیجیے:

- ☆ تنظیم اسلامی کا تعارف
- ☆ بانی تنظیم اسلامی محترمڈاکٹر اسرار احمد کا مکمل دورہ ترجمہ قرآن
- ☆ بانی تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم اسلامی کے مختلف خطابات
- ☆ تلاوت قرآن، دروس قرآن، دروس حدیث اور خطابات جمعہ
- ☆ صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک اور اربعین نووی کے تراجم
- ☆ یثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے
- ☆ اردو اور انگریزی کتابیں
- ☆ آڈیو ویڈیو کیسٹشنس رسی ڈیزائن اور مطبوعات کی مکمل فہرست

کر لے۔ حضرت ابو امامہ بن شیعہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ صَاحِبَ الشَّمَاءِ لَيَرْفَعُ الْقَلْمَ سَيْئَةً سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطَطِيِّ أَوِ الْمُسْبِيِّ، فَإِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهُ مِنْهَا أَلْقَاهَا، وَإِلَّا كُتِبَتْ وَأَجَدَهُ)) (المعجم الكبير للطبراني: ٢٦٣)

”بائیں طرف والا فرشتہ خطا کرنے والے مسلمان بندے سے چھ گھنٹیاں قلم اٹھائے رکھتا ہے۔ پھر اگر وہ ناہم ہو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو نہیں لکھتا، ورنہ ایک براہی لکھی جاتی ہے۔“

توبہ: ایک پسندیدہ عمل

توبہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایک پسندیدہ عمل ہے۔ جو شخص گناہ اور معصیت کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیتے ہیں۔ اپنے دل و دماغ سے ماہی کے سامنے دور کرنے کے لیے یہ حدیث نبوی ملاحظہ کیجیے:

((لَوْلَا أَنَّكُمْ ثَدِينُونَ لَهُ لَقَّاَنِيَّاً يُذْبَيُونَ يَغْفِرُ لَهُمْ))

[صحیح مسلم: ٢٧٣٨]

”اگر تم گناہ کا ارتکاب نہ کرو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرمائیں گے جو گناہ کا ارتکاب کرے گی، (پھر توبہ کرے گی اور) اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دیں گے۔“
ایک حدیث مبارکہ میں توبہ کرنے والے کو اس شخص سے تشییہ دی گئی ہے جس کے ذمہ کوئی گناہ ہی نہ ہو۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((الْتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ)) [سنن ابن ماجہ: ٣٢٥٠]

”گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔“

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے بندے سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جس نے اپنا گم شدہ اونٹ پالیا ہو۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((اللَّهُ أَفْرَحُ بِتُوبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَصَلَّهُ فِي أَرضِ فَلَلَّةِ)) [صحیح البخاری: ٢٣٠٩]

”اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص کے مقابلے میں زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے اپنا اونٹ پالیا ہو جب کہ وہ اسے ایک چیل میدان میں گم کر گا تھا۔“

آہ مفتی اعظم!

مولانا شیخ رحیم الدین *

”کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ“، اس کا نات کا ایسا اٹل قانون ہے جس سے کسی فرد و بشر کو استثنای نہیں۔ بقول استاد مکرم شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم ع ”جانا ہے اسے کل جو آیا ہے یہاں آج!“ اسی مضمون کو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجددؒ نے کچھ اس طرح قلم بند فرمایا: ع ”کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!“ یہ دائیٰ حقیقت ہے مگر انسانی فطرت اس سے دانتہ یا غیر دانتہ ابا کرتی ہے۔ خصوصاً اپنے بزرگوں اور منعموں کے بارے میں یہ تخلی ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔ ایسا ہی کچھ ہم سب کے ساتھ ہوا ہے۔ آج استاد مکرم مفتی اعظم مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے ہاتھ کا پنچ لگتے ہیں اور زبان سے کہتے ہوئے زبان لڑکھڑانے لگتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ کو پانچ بیٹے عطا کیے، جن کی ترتیب اس طرح ہے: سب سے بڑے بیٹے حضرت محمد ذکی کیفی صاحبؒ مالک ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور، دوسرے حضرت محمد رضی عثمانی مالک دارالاشعات کراچی، تیسرا حضرت محمد ولی صاحب دامت برکاتہم مصنف ہادی عالم^(۱)، چوتھے حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ اور پانچویں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم۔

مولانا محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کی پیدائش ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ بھرطابق ۱۶ جولائی

☆ نگران طباعت، شعبہ مطبوعات، قرآن اکیڈمی لاہور / فضل جامعہ دارالعلوم، کراچی

(۱) سیرت النبی ﷺ پر لکھی جانے والی یہ کتاب اردو ادب کا ایسا شاہکار ہے جس کی نظر نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔ پوری کتاب میں کوئی حرف بھی ” نقطہ“ والا استعمال نہیں کیا اور اس سہل انداز میں کہ ہر کوئی سمجھ بھی سکتا ہے۔ اس کی ایک بڑی بات یہ بھی ہے کہ اس کے مصنف کے نام میں بھی کوئی حرف نقطہ والا نہیں: ”محمد ولی“۔

ماہنامہ میثاق جون 2023ء (59)

۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے محمد رفیع تجویز فرمایا۔ آپ کی تعلیم کا آغاز آپ کے والد گرامی نے ابتدائی کتب سے فرمایا اور دارالعلوم دیوبند کے درجہ حفظ میں داخلہ کر دیا۔ آپ نے وہیں پندرہ پارہ حفظ کیے اور پھر اپنے والدین کے ساتھ پاکستان ہجرت کی۔

استاد مکرم صدر دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی ۱۸ نومبر ۲۰۲۲ء بروز جمعۃ المبارک اس دارفانی سے دارباقی کی طرف مراجعت کر گئے۔ إِنَّ اللَّهَ وَإِنَّ اللَّهَ رَاجِعُونَ! آپ اپنی معتدل مزاجی کے حوالہ سے یکتا تھے۔ توکل، ایثار، قربانی اور جذبہ ہمدردی کے ساتھ ساتھ سچے نجہد مسلسل آپ کی شخصیت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہ تھیر و عاجزان با توں کا عین گواہ ہے۔

حضرتؒ سے پہلا تعارف شوال المکرم ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں ہوا جب میں نے بغرض تعلیم جامعہ دارالعلوم کراچی میں داخلہ لیا۔ پہلے ہی دن آپ سے ملاقات اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اسی ملاقات اور مکالمہ کے دوران ہی آپ نے اپنی سحر انگیز شخصیت کے حوالے سے مجھے اپنے حلقة حصار میں لے لیا۔ پہچن سال گزرنے کے باوجود اس سحر انگیزی میں کوئی نہیں ہوئی بلکہ ہمروں ہر یام کے ساتھ ساتھ اس میں مسلسل اضافہ ہی ہوا جاتا ہے۔ قلب کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ رب کریم اپنے کرم و فضل سے اس تعلق اور محبت و مودت کو نہ صرف برقرار کئے بلکہ ہر آنے والے دن اس میں اضافہ فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

میں اس مضمون میں ان کے ساتھ بیتے ہوئے ایام میں سے چند واقعات اختصار سے پیش کروں گا جس سے ان کے اخلاص، خدا ترسی، جذبہ ہمدردی اور دارالعلوم کی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ ان کے ذاتی محسوسات کے سامنے آئیں گے۔ حضرتؒ کی سب سے بڑی خصوصیت جو میں نے محسوس کی وہ یہ کہ طالب علموں سے اولاد کی طرح محبت و شفقت فرماتے تھے۔ ان کو ہر طرح کی سہولت و آسانی فراہم کرنا آپ کی اولین ترجیح ہوتی تھی۔ غریب اور نادر طلبہ کی اپنی بھی سے اس طرح مدد فرماتے کہ کسی کو کافیں کافی جبرتک نہ ہوتی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اس انداز سے مدد فرماتے کہ اس طالب علم کی عزت نفس مجرور نہ ہو۔

مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں نے آپ سے درس اور سماں مسلم شریف مکمل پڑھی ہے۔

ماہنامہ میثاق (60) جون 2023ء

۹۶-۹۷ ۱۳۹۶ھ کے دورہ حدیث شریف میں صرف پندرہ سو لے طلبہ تھے۔ استاد کی نظر ایک ایک طالب علم پر ہوا کرتی تھی۔ ایک دن دوران درس آپ نے دیکھا کہ میں اپنے سرکود بارہا ہوں اور چھرے پر بھی کرب اور اضطراب کے آثار ہیں۔ آپ دوران درس خاموش رہے۔ درس کے بعد مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ فرمایا۔ میں قریب ہوا تو ارشاد فرمایا: ”آج دروس سے فراغت کے بعد میرے دفتر تشریف لا نہیں۔“ میں دروس سے فراغت کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے ایک دل آویز مکراہٹ سے مجھے دیکھا اور فرمایا کہ ”میں آپ کو دوران درس دیکھتا رہا، آپ بار بار اپنے سرکود بارہے تھے۔ کیا وجہ ہے؟“ میں نے عرض کی: ”دو دن سے دروسر کا عارضہ ہے۔ دو اونچر لینے کے باوجود کمی نہیں آ رہی اور آج تو زیادہ ہی درد ہو رہا ہے۔“ آپ نے میری بات غور و انہاک سے سنی اور کچھ سوچنے کے بعد قاصد کو بلا کر کہا کہ باورچی فضل الرحمن صاحب اور ناظم مطیع کو لے آئیں۔ وہ دونوں حضرات فوراً حاضر ہو گئے۔ آپ نے دونوں حضرات سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”مولوی شیخ رحیم الدین صاحب کے سر میں درد رہنے لگا ہے دوائی وغیرہ سے بھی آرام نہیں آ رہا۔ میرا خیال ہے کہ ان کو ایک ماہ تک روزانہ ایک بکرے کا بھیجا دو پھر کے کھانے میں استعمال کرنا چاہیے، اس سے ان شاء اللہ افاقہ ہو جائے گا۔ آپ حضرات ان کے ذوق کے مطابق اس کا انتظام کریں۔“ دونوں حضرات نے حکم کے مطابق ایک ماہ تک دوپھر کے کھانے میں مجھے ایک بکرے کا بھیجا کھلایا، جس سے درد میں بہت ہی افاقہ ہوا۔ حضرت بھی گاہے گاہے مزاج پری فرماتے رہے۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ طلبہ کی تکالیف سے کس تدریپریشان ہو جاتے تھے۔

میری شادی ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں طے پائی۔ میں نے اس کی اطلاع حضرات شیخین یعنی مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد رفع عثمانیؒ اور آپ کے برادر خرد شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کو دی۔ اس پر دونوں نے مرسٹ اور خوشی کا اظہار فرمایا اور مجھے تخلیہ میں ملنے کا حکم دیا۔ میں حکم کی بجا آوری میں حاضر ہوا تو ایسے محسوس ہوا کہ میں اپنے اساتذہ اور مریبوں کے نہیں بلکہ ہم عمر دستوں کے درمیان ہوں۔ بڑے ہی شغلہ انداز میں کئی لٹائیں واقعات سنائے۔ اس موقع پر مکولات و مشروبات کا اہتمام بھی کیا ہوا تھا۔ اختتام مختل پر حضرت مفتی اعظم مولانا رفع عثمانی صاحبؒ نے فرمایا: ہم دونوں بھائیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ مہتمم میثاق (61) جون 2023ء

آپ کی شادی کا بڑا خرچ ہم اٹھائیں گے۔ شیخ الاسلام دامت برکاتہم نے فرمایا کہ دہن کی شادی کا جوڑا اضافی طور پر میری جانب سے ہو گا۔ مزید فرمایا: خیال رکھنا یہ بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ ہونا چاہیے۔ ساتھ ہی یہ مژدہ سنایا کہ شادی کے دو دن میری گاڑی اور ڈرائیور آپ کے تصرف میں ہوں گے۔ ”ایسا کہاں سے لا دل کہ تجھ سا کہیں جسے؟“

میرا عقد نکاح جامعہ دارالعلوم کراچی سے قریباً ۵،۶ میل کے فاصلہ پر تھا۔ صدر دارالعلوم حضرت مولانا محمد رفع عثمانیؒ نے ایک اعلیٰ قسم کی کوشش کرائے پر حاصل کی، جس میں آپ خود آپ کے برادر خرد شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم، شیخ الحدیث حضرت مولانا سعیان محمد، شیخ الحدیث حضرت مولانا اکبر علی سہب اپوریؒ، ناظم اعلیٰ دارالعلوم حضرت قاری رعایت اللہ صاحبؒ، شاگرد حضرت مدینیؒ ابو خدیجہ غلام محمد، شیخ النقل والمعقول ابو طلحہ شمش الحق، حضرت مولانا عزیز الرحمن سوانیؒ، حضرت مولانا محمد اسحاق جبلیؒ، آقاۓ اسحاق مدینیؒ، حضرت مولانا مفتی بشیر احمد کشمیریؒ، حضرت مولانا مفتی عبد الرؤوف کھرویؒ اور جملہ اساتذہ دوسری سواریوں پر تشریف لائے۔ حضرتؒ نے خود خطبہ نکاح ارشاد فرمایا اور مختصر ساختاب فرمایا جس میں میرے بارے میں تحسین آمیز کلمات فرمائے، جس کی برکت سے سرال میں میری قدر و منزلت بڑھ گئی۔

آپ اپنے ملازمین اور طلبہ سے جس شاکستہ انداز میں گفتگو فرماتے وہ دیکھنے اور سننے والوں کے لیے قابل حیثت ہوتی تھی۔ اس کی ایک مثال یہ ہے: میرا نام شیخ رحیم الدین ہے اور جائے پیدائش حیدر آباد کن ہے۔ مدارس عربیہ میں معمول ہے کہ طلبہ کے نام کے ساتھ ان کے علاقہ کا ذکر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح میرا پورا نام شیخ رحیم الدین دکنی ہوا۔ چونکہ طالب علم تھا اس لیے مولوی شیخ رحیم الدین دکنی ہو گیا۔ دارالعلوم کی تعلیم سے فراغت کے بعد حضرات شیخین نے مجھے درجہ ”تفصیل الافتاء“ میں داخلہ دیا اور اسٹاف میں شامل فرمایا۔ ”مہنامہ المبلغ کراچی“ کا ناظم مقرر فرمایا۔ نیز مکتبہ دارالعلوم کی اضافی خدمات کا موقع عطا فرمایا۔ ان دونوں شعبوں کے مدیر شیخ الاسلام دامت برکاتہم تھے۔ اس لیے آپ کے پاس دن میں کئی دفعہ مشاورت کے لیے حاضر خدمت ہونا پڑتا تھا۔ اس زمانے میں حضرات شیخین ایک ہی دفتر میں کچھ فاصلہ سے تشریف رکھتے۔ میں میر ”المبلغ“ سے ہدایات اور احکامات لے کر تیزی سے دفتر سے نکل جاتا، مہتمم میثاق (62) جون 2023ء

صورت یہ ہوتی کہ آپ مسجد کے برآمدے میں چھل قدی کرتے ہوئے سناتے اور میں دو قدم پیچھے ہوتا۔ آپ سناتے ہوئے جو تعمیرات ہو رہی تھیں ان کو غور سے دیکھتے بھی رہتے تھے۔ اس سال مسجد کے صحن کے سامنے دارالقرآن کی عمارت تعمیر ہو رہی تھی۔ اس کے سامنے ایک فوارہ بنایا جا رہا تھا جس کا ڈیزائیٹ آپ نے مولانا عبدالرحمان بری صاحب کو سمجھا تھا۔ مولانا دارالعلوم کی تعمیرات کے ناظم ہوا کرتے تھے۔ آپ منزل سناتے ہوئے مسجد کے برآمدے سے اس فوارے کو مختلف زاویوں سے دیکھ رہے تھے اور دیکھتے دیکھتے بے خیال میں وہاں سے چند قدم باہر نکل گئے۔ فوراً حساس ہوا کہ یہ میں کیا کر گزرا۔ اِنَّا لِلَّهِ وَالنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کا ورد کرنے لگے اور مجھ سے تلخ لجھ میں فرمایا: ”تم نے بھی مجھ نہیں روکا، میرا اعتکاف فاسد ہو گیا۔“ اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت کا تعمیرات میں انہاک کس تدریخ۔ آپ نے اس اعتکاف کی قضاۓ لگلے رمضان المبارک میں فرمائی۔

آپ کے مزاج میں شکشگی اور مزاج کا پہلو بھی بڑا واضح تھا۔ جامعہ اشرفیہ میں مجلس صیانت اسلامیین کا سالانہ اجلاس ہوا کرتا تھا۔ اس میں حضرت کا خطاب اکثر عصر اور مغرب کے درمیان ہوا کرتا تھا۔ ایسے ہی ایک موقع پر خطاب کے بعد آپ کی خدمت میں حاضری دی۔ (اس موقع پر آپ کے فرزند رجنند مفتی زیر عینانی رض بھی ساتھ تھے۔) مجھے دیکھتے ہی حسب عادت مسکرا کر شفقت سے لگے لگا اور آہستگی سے فرمایا: ”آپ بھی اب مرتبہ اجتنباد پر فائز ہو گئے ہوں گے!“ میں نے عرض کیا: حضرت وہ کیسے؟ جواب میں مسکراتے ہوئے فرمایا: ”محمد و اکثر اسرار احمد کے ساتھ اتنے سالوں سے جور ہتے ہو۔“ میں نے عرض کیا: ”حضرت! حضرت!“ آپ حضرات نے جو قلادہ پہنایا ہے وہ بہت ہی مضبوط بھی ہے اور م SCM بھی۔ مزید یہ کہ وہ اس قدر جگڑا ہوا ہے کہ ذرا بھی جنبش نہیں کرنے دیتا۔ میرا جواب سن کر آپ نے مسکراہٹ کے ساتھ سر کو ہلایا اور سکوت فرمایا۔ دارالعلوم کراچی کے قدیم اساتذہ کرام اور نچلے درجے کے کارکنان کی ضروریات اور ان کے مسائل کے حل کے لیے غور و خوض کرتے رہتے اور طرح طرح سے ان کی دل جوئی، غم خواری اور سر پرستی فرماتے رہتے۔ اس کی ایک شاندار مثال یہ ہے کہ آپ نے ان میں سے اکثر کے لیے جو اپنا مکان نہیں بناؤ سکتے تھے، اس انداز سے مالک مکان بنوادیا کہ خود ان کو اس بات کا علم جب ہو اجب انہیں مکان کی چاہیاں دی گئیں۔ یہ جملہ کارروائی اس قدر رازداری سے کی گئی کہ

تحا۔ بعض دفعہ حضرت کو بھی مجھ سے کچھ کام ہوا کرتا تھا اور وہ انتظار میں ہوتے تھے کہ میں شیخ الاسلام سے فارغ ہوں تو وہ مجھے اپنے پاس بلاں میں، مگر میں تیزی سے نکل چکا ہوتا تھا۔⁽¹⁾ وہ قاصد کو بھیج کر مجھے بلا تے اور شفقت آمیز تبسم کے ساتھ ارشاد فرماتے: آپ کی تیزی اور مستعدی دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ پھر وہ بات فرماتے جو کرنا چاہتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت نے اس مسئلہ کا حل یوں نکالا کہ ایک دن میں شیخ الاسلام کے ساتھ دفتر میں ”البلاغ“ کے مضامین کے بارے میں مشاہدات کر رہا تھا کہ حضرت نے اپنی نشست گاہ سے فرمایا: ”تلقی میاں! آپ جب مولانا شیخ رحیم الدین دکنی صاحب سے فارغ ہو جائیں تو ان سے کہیں کہ ذرا بیٹھے رہیں، میں نے ایک اہم بات کرنی ہے۔“ شیخ الاسلام نے فارغ ہوتے ہی بھائی جان کو آواز دی کہ ہم فارغ ہو گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: بھی مولانا شیخ رحیم الدین دکنی صاحب ہمارے پاس چھوٹی عمر میں آگئے تھے۔ دارالعلوم سے ہی فارغ ہوئے اور اب ہمارے اشاف میں شامل ہیں۔ ان کے کام کی اور خصوصاً حلچے کی تیزی دیکھ کر مسحت ہوتی ہے۔ مگر میرے لیے یہ ایک مسئلہ بن گیا ہے۔ میں اپنی عادت کے مطابق پورا نام پکارتا ہوں، وہ پہلے ہی جا چکے ہوتے ہیں۔ مجھے قادر وانہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کا حل میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اب میں آئندہ سے ان کو صرف ”شیخ“ کے نام سے پکارا کروں گا اور اس لفظ میں عربی کے تمام محاسن شامل ہوں گے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ آپ ناراض نہ ہونا کہ صرف شیخ کہہ کر بلایا ہے۔ میں نے عرض کی کہ: حضرت! یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

رمضان المبارک ۱۴۹۸ھ مطابق ۲۷/۸/۱۹۷۸ء کے آخری عشرے میں آپ نے اعتکاف فرمایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں حفظ قرآن کی نعمت سے نواز تھا وہیں لحن داؤ دی بھی عطا فرمایا تھا۔ جامعہ دارالعلوم کی جامع مسجد میں آپ تراویح کی امامت فرماتے تھے۔ لوگ دُور دور سے آپ کی امامت میں تراویح ادا کرنے آتے تھے۔ مجھے اس سال یعنی نعمت غیر متوجہ حاصل ہوئی کہ نماز فجر کے بعد اشراق تک مجھے تراویح میں پڑھا جانے والے حصہ سناتے۔ میں چونکہ حافظ نہیں تھا اس لیے قرآن شریف دیکھ کر سنتا اور جہاں قشایہ لگنا اس کی نشاندہی کرتا۔ اس سننے سننے کی

(1) آپ اپنی عادت کے مطابق میرا نام کچھ کام طرح لیتے تھے کہ پہلے تو اپنا گلا صاف کرتے، پھر فرماتے: ”مولانا شیخ رحیم الدین دکنی صاحب! آپ میرے پاس تشریف لا یائے۔“

بزرگوں کی نوک جھونک دیکھ رہا تھا۔ معزز مہمان کے کان سے یہ الفاظ انکرائے تو انہوں نے ایک جھمچھری سی لی اور بے اختیار فرمایا: نہیں نہیں! حضرت مفتی عظم بڑے پاک اور احترام سے انہیں اندر تشریف لے گئے جہاں دوسرے مہمان تشریف فرماتھے۔ وہاں بھی آپ نے تمام مہماں سے فرمایا کہ حضرت مفتی جماعت کے درس میں بیٹھنے کے قابلے تھے اس لیے تاخیر ہوئی ہے۔

۱۹۷۳ء میں اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی ہجوں صاحب

نے حریم شریفین کے ائمہ کرام کو پاکستان آنے کی دعوت دی اور ان کے دورہ کو سرکاری قرار دیا۔ ان حضرات کی امامت میں کراچی کے وسیع و عریض گراونڈ میں نماز جمعہ کا اہتمام فرمایا گیا۔ پہلا دورہ حرم مکی کے امام صاحب کا، دوسرا دورہ حرم مدینی کے امام صاحب کا تھا۔ اس دوسرے دورہ کے موقع پر مسجد نبوی شریف کے امام صاحب دارالعلوم کراچی تشریف لائے۔ ان دونوں مفتی اعظم پاکستان بانی دارالعلوم حضرت مفتی محمد شفیق صاحب صدر دارالعلوم تھے۔ آپ نے ان کے اعزاز میں ایک پر تکلف ناشتہ کا اہتمام فرمایا جس میں شہر کے مدارس کے اعلیٰ عہدیدار، معزز زین شہر اور اعلیٰ سرکاری افسران مدعو تھے۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور چیدہ طلبہ میزبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اس وقت ان طلبہ میں سے چند ایک کے نام حافظہ میں محفوظ ہیں: مولوی سید یوسف بافقیہ، مولوی امین اشرف، مولوی رشید اشرف، مولوی نعمت اللہ، مولوی الیاس ارکانی۔ ان حضرات میں سے چند ہمیں داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ (آمین!)

مہمان حضرات جب ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر جا چکے تو جو حضرات میزبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے، ان کے ناشتے کی باری تھی۔ میری خوش بختی تھی کہ مجھے ناشتے کے دستروں پر وہاں جگہ نصیب ہوئی جہاں مفتی اعظم پاکستان بانی دارالعلوم حضرت مولانا مفتی محمد شفیق رحمہ اللہ کے پانچوں صاحبزادے تشریف رکھتے تھے۔ دستروں پر جب کھانا چن دیا گیا تو سارے بھائیوں نے بڑے بھائی حضرت ذکی کیفی مرحوم سے شروع کرنے کی درخواست کی۔ محترم ذکی مرحوم نے مجھے پہل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ میں نے ہچکا ہٹ دھکائی تو ذکی مرحوم نے پہلے کھانا میری پلیٹ میں ڈالا، پھر اپنی پلیٹ میں ان کے بعد رضی مرحوم نے پھر ولی رازی صاحب نے پھر مولانا مفتی محمد رفع عثمانی نے پھر شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے۔ جوہی دستروں مانہنامہ میثاق

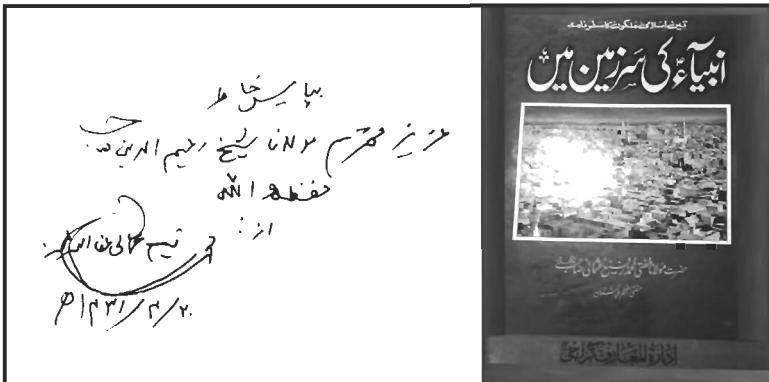
کسی دوسرے کو کانوں کا ان خبر نہ ہوئی۔ جن حضرات کو مکان دیے گئے آپ نے خود ان میں سے اکثر کے گھر جا کر مبارک باد بھی دی۔ میری اس بات کے گواہ حضرت کے فرزند شید مولانا مفتی زبیر عثمانی ہیں۔

مفتی اعظم حضرت مولانا محمد رفع عثمانی صاحب تھے کہ مراج میں بدلہ بجی اور شکنگتی کا غصر بھی اپنے شباب پر تھا۔ آپ اور آپ کے برادر خرد و دنوں اسلامی نظریاتی کو نسل کے مبرت تھے۔ کو نسل کے اجلاس ملک کے مختلف شہروں میں ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اجلاس کراچی میں طلب کیا گیا۔ میران کو اجلاس کے دوران اس شہر کے اعلیٰ ہوٹلوں میں قیام و طعام کی سہولت کو نسل کی طرف سے فراہم کی جاتی تھی۔ اس اجلاس میں شرکت کرنے والے ایک بڑے عالم فاضل نے جو کہ نظریاتی طور پر علمائے دیوبند کے ناقہ تھے، اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وہ اس اجلاس کے دوران جو کہ قریباً ایک ہفتہ پر مشتمل ہے، جامعہ دارالعلوم میں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ حضرات شیخین نے ان کی اس خواہش پر اطمینان مرست فرمایا۔ اس ناچیز کو بلا کر تمام صورت حال بیان فرمائی اور حکم دیا کہ حضرت مہمان خانے میں تشریف رکھیں گے، آپ نے ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھنا ہے۔ میں نے اس کو اپنے لیے باعث افتخار جانا اور حتیٰ المقدور ان کے اکرام اور احترام کا اہتمام کیا۔

معزز مہمان کے اکرام میں صدر دارالعلوم حضرت مولانا مفتی محمد رفع عثمانی نے اپنے دولت کہہ پر پہلی رات عشا نیکی کا اہتمام فرمایا، جس میں جامعہ کے صف اول کے اساتذہ کو بھی مدعوف فرمایا ہوا تھا۔ معزز مہمان عشاء کی جماعت میں شامل نہ ہو سکے۔ مسجد کے صحن میں عشاء کے فرائض و سنن ادا کیے۔ قریب ہی تبلیغی جماعت والے تبلیغی نصاب مرتب کردہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کا مذہلو بیباو ای بلند بڑھ رہے تھے۔ معزز مہمان کان لگا کر سنت رہے تھی کہ ان کا درس ختم ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: حضرت آپ کا عشا نیکی پر انتظار ہو رہا ہے، ذرا جلدی چلیں۔ وہ میری معیت میں خرماں خرماں چلتے ہوئے حضرت کے دری و دلت پر پہنچے۔ میں نے قبیل بجائی، حضرت مفتی اعظم بنیس فیض خود استقبال کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: حضرت بڑی تاخیر فرمائی پلا، و خنثہ اہو رہا ہے اور دوسرے مہمان ان کرام بھی انتظار میں ہیں۔ معزز مہمان نے فرمایا: ”میں نماز کے بعد تبلیغی جماعت کا درس سن رہا تھا اس لیے تاخیر ہو گئی۔“ یہ فقرہ من کر حضرت مفتی اعظم نے از راہ مراج فرمایا: ”حضرت کہیں ان سے مصافیہ تو نہیں کر لیا!“ میں ان دونوں ماہنامہ میثاق

جون 2023ء (65) ————— جون 2023ء (66)

وکاست ساری باتیں کھل کر بیان کیں تو بہت خوش بھی ہوئے اور ممتاز بھی۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت آپ لاہور تشریف لائیں اور انہم خدام القرآن کے اسٹچ سے خطاب فرمائیں۔ میری اس خواہش پر حضرت نے فرمایا: ”ان شاء اللہ ضرور خطاب کروں گا۔ مجھے موضوع بتلایا جائے کہ کس موضوع پر خطاب ہو۔“ میں نے عرض کیا: میں حضرت ڈاکٹر صاحب سے دریافت کر کے آپ کو مطلع کروں گا۔ اس یادگار ملاقات کے موقع پر حضرت نے انتہائی شفقت و محبت کا معاملہ فرمایا۔ خصوصی چیزوں سے تواضع فرمائی اور اپنی معروف تصنیف ”انبیاء کی سرزی میں“ بطور ہدیہ عنایت فرمائی، اس اعزاز کے ساتھ کہ کتاب کے اندر ورنی صفحہ پر اپنے دست مبارک سے یہ تحریر رقم فرمائی جس کی فوٹو درج ذیل ہے:



لاہور والی پر میں نے ساری رووداد حضرت ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے مرت کا اظہار فرمایا۔ مجھے حکم دیا کہ حضرت مفتی صاحب سے رابطہ کروں اور آپ کی جانب سے سلام پہنچاؤ۔ خطاب کے موضوع کے متعلق فرمایا کہ جس موضوع پر بھی خطاب فرمانا چاہیں فرمائیں۔ اور ہاں ہوائی جہاز کا نکٹ وغیرہ میرے ذمہ ہوگا۔ میں نے یہ پیغام اپریل کے پہلے عشرے کے آخری حصے میں حضرت کو فون پر دیا۔ آپ نے سن کر فرمایا: ”میں اپنی مصروفیات وغیرہ کو دیکھ کر مطلع کروں گا۔“ یہ بات چیز چل رہی تھی کہ ”تدبیر کند بنہ، تقدیر زند خندہ“ والا معاملہ ہوا کہ اچانک ۱۲ اپریل کی رات قریباً ڈھانی بجے کے قریب داعی القرآن ڈاکٹر اسرار احمد کو مالک حقیقی کی جانب سے ملاقات اور شرف باریابی کا پروانہ ان الفاظ 『یَا يَتَّهَا النَّفْسُ الْمُظْمِنَةُ ۝ ازْ جِعْنَى إِلَى رَيْلَكَ رَاضِيَةً مَرْضَيَةً ۝』 کے ساتھ موصول ہوا۔ اس فرزانے مہتممہ میثاق (68) جون 2023ء

پر دوسری ڈش آتی محترم ذکر کیفی پہلے میری پلیٹ میں ڈالتے پھر اپنی پلیٹ میں۔ اس واقعہ سے اس خاندان کے اعلیٰ اخلاق و کردار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ قارئین کرام! میرے سینہ کے سمندر میں اور دماغ کے نہیں خانے میں ایسے سینکڑوں واقعات ایک فلم کی طرح مر تمہیں ہیں۔ لاہور کے ایک دینی مدرسہ میں آپ ختم بخاری شریف کے موقع پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس کی اطلاع مجھے ملی تو میں بھی مدرسہ میں حاضر ہو گیا مگر غیر معروف ہونے کی وجہ سے منتظر میں نے بہت پیچھے بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ میں وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت جلد گاہ میں تشریف لائے اور اسٹچ پر جلوہ افروز ہوئے۔ کئی بار ہماری آنکھیں چار ہوئیں تو آپ نے وہیں سے ہلکا تسمم فرمایا جس سے مجھے قلبی سکون و اطمینان حاصل ہوا۔ اختتام تقریب پر ڈائیس سے اعلان ہوا کہ ”آپ حضرات نے حضرت کا خطاب بھی سن لیا اور زیارت بھی کر لی۔ اسی پر اکتفا فرمائیں۔ حضرت ضعیف بھی ہیں اور علیل بھی، اس لیے کوئی صاحب مصافحہ کے لیے آگے نہ بڑھیں۔“ اس کے ساتھ اسٹچ کے چاروں طرف انسانی ہاتھوں کی زنجیر بنائی گئی تاکہ کوئی اسٹچ پر چڑھنے کے کیونکہ انتظامیہ ہماری قومی عادات سے خوب واقف تھی۔ یہ حیرت و عاجز اس انسانی ہاتھ کی زنجیر کے ساتھ کھڑا بڑی حضرت دیاں سے آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ رہا تھا۔ جو نہیں آپ نے مجھے دیکھا تو اپنے دست مبارک کی انگلی سے میری طرف اشارہ فرمایا اور انتظامیہ کے لوگوں سے ارشاد فرمایا: ”ان کو آنے دو۔ ان کو آنے دو۔“ انتظامیہ نے مجھے ہاتوں ہاتھ اسٹچ پر چڑھا دیا۔ حضرت ایک صوفہ پر تشریف رکھتے تھے۔ بہت ہی تکلیف کے ساتھ اٹھے اور مجھے گلے گلے کیا۔ خیریت دریافت کی اور خوب خوب دعاوں سے نوازا۔ یہ آپ کا اپنے خدام کے ساتھ بر تاو تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس مزاج کے حوالی تھے۔

استاد بکرم حضرت مفتی اعظم یعنی صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن و بانی تنظیم اسلامی حضرت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب یعنی سے قلبی تعلق رکھتے تھے۔ مجھ سے ہر ملاقات میں ڈاکٹر صاحب کے بارے میں دریافت فرماتے اور ان کی خدمت قرآنی کو سراہتے تھے۔ مارچ ۲۰۱۰ء کے آخری عشرے میں اقرقر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری بڑی خوش تھی تھی کہ قریباً ڈھانی گھنٹے ملاقات رہی۔ اس میں جہاں اور دوسری باتیں ہوئیں وہیں انجمن خدام القرآن، تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے بارے میں بڑی تفصیلی گفتگو بھی رہی۔ میں نے بلا کم مہتممہ میثاق (67) جون 2023ء

یادداشت ماشاء اللہ بہت اچھی ہے۔ آپ جو کچھ بتلار ہے ہیں وہ واقعات مجھے یاد آرہے ہیں۔
میں آپ کے لیے دعا گو ہوں۔“

حضرت کے انتقال پر ملال کے وقت میں چونکہ مدینہ منورہ میں تھا اس لیے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت سے محروم رہی۔ البتہ آپ کے جنازہ کے مناظر دیکھے اور سنے۔ کراچی کی تاریخ کے بڑے جنازوں میں سے ایک جنازہ تھا۔

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ ہی ایک انسان تھے، معصوم نہ تھے۔ انسان ہونے کے ناطے بشری کمزوریوں اور غرزوں سے مبرأ نہیں تھے۔ لیکن جو نبی آپؒ کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا، فوراً رجوع فرماتے اور بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو جاتے۔ اگر یہ معاملہ کسی انسان کے ساتھ ہوتا تو فوراً معافی مانگتے اور اس کی دل جوئی اور خوش کرنے کے اسباب کرتے۔ ایسے ہی عارفین و مقریبین کے لیے خالق کا نات کام مردہ جاں فراہے:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَاهَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ طَوْكَانَ اللَّهُ عَلَيْهَا حَكِيمًا﴾ (النساء)

”اللہ کے ذمے ہے تو بے قبول کرنا ایسے لوگوں کی جو کوئی بری حرکت کر بیٹھتے ہیں جہالت اور نادانی میں، پھر جلد ہی تو بہ کرتی ہیں، تو یہی ہیں جن کی توبہ اللہ قبول فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور حکیم و دانہ ہے۔“

قلب کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ رب کریم آپ کے حسنات کو قبول فرماتے ہوئے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں اور انبیاء، صلحاء و شہدا کی معیت نصیب فرمائیں۔ آپ کے برادر خردش اللہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین!



نے بھی اک لمحہ کی تاخیر کے بغیر ”لبیک لبیک و سعدیک“ کا نعرہ متنازہ لگایا اور اس دار الحکم کو داعی مفارقت دے کر اپنے خالق و مالک کی خدمت اقدس میں پیش ہو گیا۔ اندازہ ہوتا ہے کہ اس موقع پر فضائیں یہ الفاظ گونج رہے ہوں گے: ﴿فَادْخُلُوا فِي عِبْدِنِي وَادْخُلُوا جَنَانِي﴾ حضرت مفتی اعظم نجمن خدام القرآن کے اسی تجھ سے خطاب تو نہ رہا سکے لیکن کیا اتفاق ہے کہ ۱۱۳۰ء کو لاہور کی مشہور و معروف جامعہ اشرفیہ میں پاکستان کے چوٹی کے علماء کرام جمع تھے جن میں حضرت مفتی اعظم بھی موجود تھے۔ میں نے علی انصح ہی حضرت کو اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع دے دی تھی۔ اس اجلاس میں شریک حضرات کی اکثریت نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ اس موقع پر مجھے یہ سعادت حاصل رہی کہ ماذل ناؤں پارک کے میں گیٹ پر حضرت کا استقبال کیا۔ میں آپ کی معیت میں چلتا ہوا صفوں تک پہنچا اور آپ کے بالکل ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر نماز جنازہ ادا کی۔ پھر آپ کو واپس آپ کی سواری تک چھوڑنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے مجھ سے جس انداز میں تعزیت فرمائی اور دعا کیں کیں وہ آپ کی شخصیت کی آئینہ دار تھیں۔

حضرت کی محبت بانی تنظیم اسلامی کے ساتھ ساتھ امیر ثانی محترم حافظ عاکف سعید رض سے بھی بہت زیادہ تھی۔ ہر ملاقات میں ان کے بارے میں دریافت فرماتے اور اپنا سلام پہنچانے کا حکم دیتے۔

میں نومبر ۲۰۲۴ء میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین گیا ہوا تھا۔ ۸ یا ۹ نومبر کی رات تھی۔ مسجد بنبوی شریف میں عشاء کی نماز ادا کی اور اس کے بعد اپنے تمام اساتذہ اور والدین واعزہ و اقارب کے لیے دعائیں مانگیں۔ ہٹول پہنچ کر شام کا کھانا کھایا اور نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ ٹھٹ لیل کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ میں استاد حکرم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ اپنی بیماری اور رفتہ رفتہ کی وجہ سے پلگ پر دراز ہیں۔ میں سرہانے کھڑا ہو کر سلام عرض کرتا ہوں۔ آپ نے آنکھ کھول کر حسبِ عادت مسکراتے ہوئے جواب عنایت فرمایا۔ میں نے حضرتؒ کی دل جوئی اور ہمت افزائی کے لیے مختلف واقعات جو آپؒ کی ذات سے وابستہ ہیں اور جن سے آپ کی شخصیت کے اوصاف واضح ہوتے ہیں سنائے۔ آپؒ کے چہرہ مبارک پر بنشاشت اور اطمینان کے آثار ظاہر ہوئے اور نجیف آواز میں فرمایا: ”آپ کی ماہنامہ میثاق میں جون 2023ء (69) جون 2023ء (70) میتھاق ماہنامہ

دینِ اسلام کا مکمل نفاذ

متاز ہاشمی

آج مسلمانوں میں دینِ اسلام کے عملی نفاذ اور اس کی کاملِ عملِ داری کے بارے میں ایک بہت بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ بیشتر لوگ اس خیال کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں کہ ہم دین پر صرف اس حد تک عمل پیرا ہو سکتے ہیں اور اسے نافذ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں جس حد تک میسر حالات اور ماحول میں ممکن ہے، لہذا خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے وہ ہم سے اس معاملے میں رحم اور رعایت کا معاملہ فرمائے گا۔

یہ تصور دراصل مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے پھیلایا جا رہا ہے، جس کا بنیادی مقصد اہلِ ایمان کو دین کی تعلیمات سے دور رکھنا اور انہیں اسلامی نظام کے نفاذ کی عملی چیزوں کے ساتھ سے پہاڑ کرنا ہے۔

اس تناظر میں درج ذیل قرآنی آیات بہت اہم اور واضح ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْهُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَةً وَلَا تَتَبَعُوا خُطُوبِ الشَّيْطَنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ (آل عمران: 85)

”اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ (دینِ اسلام کے تمام اصول و ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے) اور شیطان کے قش قدم کی پیروی مت کرو۔ بے شک وہ تھہار اکھلاڈمن ہے۔“

یہ آیت مبارکہ اس بات کی مکمل نشاندہی کرتی ہے کہ اہلِ ایمان کے لیے شریعت کے تمام احکامات کی مکملِ عملِ داری لازم ہے۔ اس سے پہلے اسی سورۃ البقرۃ کی آیت ۸۵ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے خطاب میں سخت تنیبہ کے انداز میں فرمایا:

﴿أَفَقُوْمُونَ يَبْغِيْعُونَ الْكِتَابَ وَتَكْفُرُونَ بِيَبْغِيْعِهِ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا جَزَيْئٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يُرِدُونَ إِلَى أَشَدِ الْعَذَابِ﴾

”کیا تم ہماری کتاب (اور دین و شریعت) کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو رد کر مانے جائیں؟“

دیتے ہو؟ سوتھ میں سے جو کوئی بھی یہ روشن اختیار کریں ان کی کوئی سزا اس کے سوانحی ہے کہ دنیا میں ذلت و خواری ان پر مسلط کر دی جائے، اور قیامت کے دن ان کو شدید ترین عذاب میں جھوٹک دیا جائے۔ آئیے دنیا کی حاليہ تاریخ سے کچھ زندہ مثالوں سے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

۱۹ ویں صدی میں یو ایس ایس آر میں کیونزم قائم ہو رہا تھا اور ایک ایسا معاشری نظام نافذ کیا جا رہا تھا جس میں جزوی طور پر اسلامی اصولوں کی جھلک نظر آتی تھی۔ انہوں نے سود کو ختم کر دیا۔ اسلامی ”عدل“ کے قریب قریب اصول اپنا کر معاشرے میں جاری جبرا اور ظلم کے نظام کو ختم کرتے ہوئے عدم مساوات کو کم کیا جا رہا تھا۔ تاریخ کے اس اہم موڑ پر مولانا عبد اللہ سنہ ہی سو ویت روں چلے گئے، جہاں انہوں نے سات ماہ گزارے۔ تاہم وہ لین میں سے ملنے سے قاصر رہے، کیونکہ وہ (لین) اس وقت شدید بیمار تھا۔ انہوں نے ٹرائسکی سے ملاقات کی اور اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کی وضاحت کرتے ہوئے کیونزم کی اسلام کے ساتھ مہا ملت کو جاگر کیا۔ ٹرائسکی دینِ اسلام کے عدل و انصاف اور مساوات و بر ابری کے تصور سے بہت متاثر ہوا اور کہا: ”یہ ایک بہترین نظام زندگی ہے، لیکن عملی شکل میں یہ کہاں موجود ہے؟“ کیونکہ اس وقت اسلام دنیا کے کسی حصے میں عملی طور پر قائم نہیں تھا، لہذا ٹرائسکی کے اس سوال کا مولانا کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ یوں اس تاریخی لمحے پر انقلاب روں اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کے فوائد حاصل کرنے سے قصر رہ گیا۔

کیونزم نظام کی مکمل ناکامی اور تباہی اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ جب دینِ اسلام کے صرف چند اصولوں کو اپنایا جاتا ہے اور باقیات یا کلیات کو نظر انداز کیا جاتا ہے تو یہ نظام مکمل ناکامی سے دوچار ہوتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دینِ اسلام پر اللہ کے حکم کے مطابق کلی طور پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان پر ایمان کے تقاضے کے طور پر فرض ہے، نہ کہ اپنی سہولت کے مطابق اس کے کچھ حصوں کو اپنانا اور باقی امور کو مکمل طور پر رد کر دینا۔ اس طرح کی جزوی اطاعت اللہ تعالیٰ کو ہرگز قبول نہیں ہے۔

آج کی دنیا میں سکینڈے نیوین ممالک میں بہترین مساوات دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ ان اسلامی فلاحتی قوانین کے جزوی نفاذ کی وجہ سے ہے جو ہمارے عظیم خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق (رض) نے اپنے دورِ خلافت کے دوران نافذ فرمائے۔ ان ممالک میں بھی ان کو ”Omar Laws“ مانتے ہو اور ایک کو رد کر مانے جائیں؟

کہا جاتا ہے۔ اسلام کے ان چند رفاقتی اصولوں کے نفاذ نے ان ممالک کو ایک حد تک فلاج ریاستوں میں بدل دیا ہے۔ البتہ یہ قوانین اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور بالادستی کو قبول کیے بغیر محض جزوی طور پر نافذ کیے گئے ہیں۔ انسانی حقوق، آزادی اور لبرل ازم کے نام نہادنعروں سے مادر پدر آزادی کے تصور کو عملی شکل دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی مکمل نظر پر منی ہے۔ لہذا ہاں کا معاشرہ خاندانی نظام کے مکمل طور پر ثوث جانے جیسے انسانی مسئلے سے دوچار ہے۔ نیز خود کشی اور ذہنی انتشار کے رجحان میں بھی انتہائی اضافہ ہوا ہے جس سے معاشرہ بے راہ روی اور بتاہی کی طرف گامزن ہے۔

اگر ہم ان ممالک کا جائزہ لیں جہاں پر مسلمان اکثریت میں ہیں تو وہاں حالات اور بھی خراب نظر آتے ہیں۔ ان مسلم ممالک میں نہ صرف نوآبادیاتی دور کے قوانین نافذ ہیں بلکہ سود اور شرک پر منی نظام نے عوام کی اکثریت کو معاشی و معاشرتی بدحالی اور غربت کے انتہائی بھیانک دور میں دھکیل دیا ہے۔ ایک مختصر ساطعہ ان کو انسانی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ ان نام نہاد اسلامی ممالک کی ذلت و رسائی اور عدم اہمیت کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اگرچہ مسلم ممالک میں سے بیشتر کو اللہ تعالیٰ نے مادی وسائل سے مالا مال کیا ہے اس کے باوجود ان کو دنیا کے اہم معاملات میں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور نہ ہی کسی قسم کی مشاورت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ ان کی حیثیت محض مغربی ممالک کے غلاموں سے زیادہ نہیں ہے۔ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ ظالموں کو سراسر کھوں پر بھایا جاتا ہے۔ کیا یہ ذلت و رسائی اس بات کی تصدیق نہیں کرتی کہ آج مسلمان واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت میں ہیں؟ اس عذاب الہی کی بنیادی وجہ اللہ اس کے رسول ﷺ کی مشاہرات کے قرآن مجید پر ہمارے ایمان کا نقد ان ہے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بغیر کسی ہچکچا ہٹ اور تامل کے کلی طور پر نافذ کرنے کی چدوجہد صرف فرضیں ہے بلکہ اس کے بغیر ابدی زندگی میں کامیابی محال ہے۔ سورۃ المائدہ میں شریعت کے نفاذ کے بغیر اس دنیا میں مکن اور مطمئن زندگی گزارنے والوں کے لیے سخت ترین الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ جَيْحُكُمْ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ آسَلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّيْبِيُّونَ وَالْأَخْبَارُ بِهَا اسْتُخْفِفُوا مِنْ كِتْبِ اللَّهِ وَكَانُوا

ماہنامہ میثاق میاں جون 2023ء (73) جون 2023ء (74) ماہنامہ میثاق

عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا يَخْشُو النَّاسُ وَأَخْشُونَ وَلَا تَشْرُوْ إِلَيْنِي ثُمَّنًا قَلِيلًا
وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكُفَّارُ﴾^(۴۵)

”یقیناً ہم نے ہی تورات نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اسی (تورات) کے مطابق فیصلے کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے فرمان بردا نہایہ (علیہم السلام) یہود کے لیے اور اہل اللہ اور علماء بھی (فیصلے کرتے تھے) کیونکہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے۔ (تو ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ) تم لوگوں سے نہ ڈرو اور صرف مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو ٹھوڑے سے مول پر نہ پیچو۔ اور جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی تو کافر ہیں۔“

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا آنَّ النَّفْسَ إِلَنَفْسٍ وَالْعَيْنَ إِلَالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ
إِلَالْأَنْفِ وَالْأَدْنَ إِلَالْأَدْنِ وَالْيَسَنَ إِلَالْيَسَنِ وَالْجَرْوَحَ قَصَاصٌ طَفْنَ تَصَدَّقَ بِهِ
فَهُوَ كَفَارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾^(۴۶)

”اور ہم نے ان (یہودیوں) کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بد لے جان، آنکھ کے بد لے آنکھ، ناک کے بد لے ناک، کان کے بد لے کان، دانت کے بد لے دانت، اور (ای طرح) زخموں کا بھی بد لے ہے برابر کا۔ پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے (گناہوں کا) کفارہ ہو گا۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی تو ظالم (مشک) ہیں۔“

﴿وَلَيَحْكُمُ أَهْلُ الْجِنِّيْلِ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ طَوْ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ
فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَسِقُونَ﴾^(۴۷)

”اور اجھیں والوں کو بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی تو فاسق (بدکار) ہیں۔“

ان تمام حقائق سے اس بات کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس عارضی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی مکمل اور کامل بندگی کر کے ہی ہم آخرت کی ابدی زندگی میں کامیابی کی امید کر سکتے ہیں۔ ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے اور اقامت دین و نفاذ شریعت کی چدوجہد میں شامل ہونے کی توفیق عطا ہو جو ہمیں ابدی زندگی میں کامیابی سے ہم کنار کرے۔ آمین!

(بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کے دروس سے اخذ کردہ) ﴿

امریکی باشدے یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ گھر میں آتشیں اسلحہ پڑا ہوا ہے تو اسے استعمال بھی کر لیا جائے۔ چنانچہ خواہش اپنا راستہ بنایتی ہے اور کشوں کے پشتے لگ جاتے ہیں۔“

اس معااملے سے متعلق اخبارات کے مطابق:

☆ ۲۰۱۳ء میں پینسلی وائیا یئر پورٹ پر ایک مسلح شخص نے داخل ہو کر اچانک فائرنگ شروع کر دی جس سے تین بے گناہ افراد زخمی ہوئے۔ (جگ، ۲۱ ستمبر ۲۰۱۳ء)

☆ شکا گو کے کسی پارک میں ایک فرد نے گھس کر انہا دھند فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں ۱۱۳ افراد زخمی ہو گئے تھے۔ ۲۰۱۲ء میں بھی اس طرح کی فائرنگ کے کئی واقعات میں پانچ سو آدمی مارے گئے تھے۔ (جگ کراچی ۵ نومبر ۲۰۱۳ء)

☆ ستمبر ۲۰۱۳ء میں واشنگٹن میں امریکی بحریہ کے سکیوریٹی زون میں ایک ریٹائرڈ نیوی افسر نے کنٹریکٹ کی ملازمت کے دوران پتوں کاںل کر چاروں جانب اچانک فائرنگ شروع کر دی تھی جس کے نتیجے میں بحریہ کے ۱۳ چھوٹے بڑے اہلکار ہلاک اور کئی دوسراے زخمی ہوئے تھے۔ مجرم سے سوال وجواب کے بعد ماہرین نے اندازہ لگایا کہ مذکورہ شخص تشدد اور مار دھاڑ کی قلمیں دیکھنے کا بہت دلدادہ تھا۔

☆ ”جگ“ لاہور کے مطابق امریکی ریاست ”کنٹکٹ کٹ“ میں ایک اسکول کے اندر ہونے والی فائرنگ کے نتیجے میں بچوں سمیت ۷۴ افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ اسی ریاست کے شہر نیو ٹاؤن میں واقع ”سندی بروک“ اسکول میں پڑھنے والی تھرڈ کلاس کی ایک طالبہ کے والدے اسکول میں گھس کر اچانک فائرنگ شروع کر دی تھی اور پانچ سے دس سال تک کے بچوں سمیت اسکول کے پرنسپل اور ماہر فضیلت کو ہلاک کر دیا تھا۔ (۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء)

☆ روز نامہ ”امت“ کراچی نے لکھا کہ ریاست مشی گن کے شہر ڈیمیٹ میں ایک حجام کی دوکان کے باہر اچانک فائرنگ سے ۳۲ افراد ہلاک اور ۶ زخمی ہو گئے۔ (۸ نومبر ۲۰۱۳ء)

☆ اردو نیوز جدہ کی خبر کے مطابق ۱۳ مئی ۲۰۲۲ء کو اسال کے ایک لڑکے نے بھیلو شہر میں فائرنگ سے ۱۸ آدمیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ (۱۸ مئی ۲۰۲۲ء)۔

☆ امریکہ کی ریاست ”کیلی فورنیا“ کے شہر ”سانتا بار برا“ میں ایک تیز رفتار BMW میں سوار شخص نے گلیوں میں لوگوں اور دیگر اہداف پر یک ایک فائرنگ کی۔ مسلح شخص دس منٹ تک سڑکوں پر ای میل: national.a.research@gmail.com مہنماہ میثاق مارچ 2023ء

امریکی معاشرے میں خونی ہتھیاروں کی بہتات

رضی الدین سید

امریکہ کی تباہی کا ایک اور سامان وہاں کے شہری معاشرے میں خونی ہتھیاروں کی حد سے بڑھی ہوئی ذاتی ملکیت بھی ہے جسے قانونی طور پر لا سنسوں کے ذریعے مکمل تحفظ دیا جاتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کا سب سے بڑا فاعی وحملہ جاتی بجٹ رکھنے والے ملک کے علاوہ امریکہ دنیا کے سب سے زیادہ مسلح عوام کا ملک بھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکی شہریوں کے پاس اس وقت ۳۱ کروڑ سے بھی زیادہ آتشیں اسلحہ پایا جاتا ہے جن میں وہ خطرناک اور ”دور پہنچ والے ہتھیار“ بھی شامل ہیں جو افغانستان اور عراق میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ صورت حال ایک سپر پاور اور خود کو مہذب کھلانے والے ملک کے لیے بہت تشویش ناک ہے۔

لوگوں کے گھروں میں جب ہتھیار سارے سال موجود پڑے رہتے ہوں اور استعمال کرنے والوں کو نہ خدا کا خوف ہو اور نہ مرنے کے بعد کسی احتساب کا تو ان کا استعمال بھی ہو گا اور جوش جنوں، احساس محرومی اور نفیتی دباؤ کے ماحول میں انہا دھند بھی ہو گا۔ رپورٹ بتاتی ہے کہ امریکہ میں ہر سال تیس ہزار سے زائد باشندے ان اسلحہ کی زد میں آ کر مارے جاتے ہیں۔ یہ تعداد افغانستان و پاکستان میں امریکی بمباریوں سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد سے کمیں زیادہ ہے۔ بھی وجہ ہے کہ وہاں کے عوام کے لیے ڈپریشن، تہائی کے شدید احساس اور سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ ساتھ ”افراظ اسلحہ“ بھی تباہی کا ایک بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔ معروف کالم نگار منوجہائی مرحوم کہتے تھے کہ ”جیسے جارج بش اور لوئی بلیسٹر کا جی بیٹھے بھائے اچانک ملتا ہے کہ چلیں ہم ویت نام جیسی ایک اور ہزیت حاصل کر لیں، ویسے ہی ہر سال تیس ہزار سے زیادہ

اس طرح کی خبریں قارئین کم و بیش ہر ماہ ہی دیکھتے اور پڑھتے ہوں گے۔ اچانک فائزگ کا کارنامہ کافی عرصے سے اب کم عمر لڑکے بھی انجام دے رہے ہیں۔ اسلحہ چلانا ان کے لیے ایک کھیل بن چکا ہے۔ ان تمام وارداتوں میں آسانی سے چلنے والی تیک آٹو میک رانفلوں کا استعمال کیا جاتا ہے جو کم قیمت ہوتی ہیں۔

امریکہ میں جاری اس صورت حال کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے وہ معاشرہ اپنی آبادی کو خود ہی ختم کرنے کے درپے ہے۔ دیگر ممالک اور دہشت گرد نظیموں سے خود کو محفوظ رکھنے کے لیے امریکہ غیر قانونی وغیر اخلاقی طور پر خود کو ضرورت سے زیادہ محفوظ کرتا چلا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں اس نے از خود ایک غیر اخلاقی اصطلاح Pre-emptive Attack بھی گھر لی ہے جس کے تحت وہ تقریباً ہر مسلم ملک (نہ کہ کسی غیر مسلم ملک) پر بلا کسی جھجک کے تابڑ توڑ حملہ کر رہا ہے۔ البتہ سانچے کی بات یہ ہے کہ اس کو شش میں اندروںی طور پر وہ خود سخت غیر محفوظ ہوتا جا رہا ہے۔

ایک جانب امریکی عوام اپنی آبادی کو خوفناک حد تک کم کرنے کے مرض میں بتلا ہیں تو دوسری طرف اس کی موجودہ آبادی اپنے ہم قوموں کے خونی ہتھیاروں کی بدولت مزید کی کا شکار ہو رہی ہے۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ آبادی کے معاملے پر امریکہ ان دنوں دونوں طرف سے بر باد ہو رہا ہے۔ پچھے کم سے کم بلکہ بالکل نہ پیدا کر کے بھی اور آپس کی خونی اسلحہ جاتی اموات کے باعث بھی!

ایسا نہیں ہے کہ عوام اس کے خلاف حکومت سے مطالبے نہیں کر رہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں امریکی حکومتیں بے بس ہی نظر آتی ہیں، کیونکہ اسلحہ ساز فیکٹریاں اس قدر مضبوط اور حاوی ہیں کہ ان پر پابندی لگانا کسی بھی حکومت کے بس میں نہیں ہے۔ امریکا کا اسلحہ مافیا اور ہتھیاروں کی تجارت کرنے والے بڑے کاروباری ادارے وہ ”طبقات“، ”کارٹلیل“ یا ”مافیا“ ہیں جنہیں دولت سے مطلب ہے نہ کہ انسانی جانوں سے! ان کے نزدیک انسانیت خواہ سڑکوں اور پارکوں میں سک سک کردم توڑ دے مگر ان کی فیکٹریوں کی پیداوار ہرگز بھی کم نہ ہوا۔ ایسے میں انہیں گول سرچ کی یہ تحقیق نہیں بھولنا چاہیے کہ ہر قسم کے مخفی کاروبار کے سراغنے عموماً یہودی ہوتے ہیں۔



پر دہشت پھیلاتا رہا۔ پولیس الہکاروں سے اس کا فائزگ کا تبادلہ بھی ہوا جس کے نتیجے میں خود یہ شخص بھی ہلاک ہو گیا۔ (روزنامہ جنگ ڈان کراچی ۲۵ مئی ۲۰۱۳ء)

☆ ۲۰۲۲ء کو ٹیکساس میں ایک امریکی نے کم عمر بچوں کے اسکول میں گھس کر انہا خدا ہند فائزگ کر دی جس کے نتیجے میں ۲۰ بچے واسانہ ہلاک ہوئے۔ (اردو نیوز جدہ ۲۴ مئی ۲۰۲۲ء)

☆ اس بارے میں امریکی اخبارات نے لکھا کہ ملک میں گن کلچر ایک ناقابل علاج مرض بن گیا ہے اور امریکہ کے لیے اس سے بچاؤ کا کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔ محض تعزیت کر لینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ (جنگ کراچی ۲۰۲۲ء)

☆ امریکی ریاست اوکلاہاما کے ہپٹاٹال میں اچانک فائزگ سے ۱۳ افراد ہلاک ہو گئے۔ قاتل نے پھر بعد میں خود کو بھی گولی مار کر ختم کر لیا۔ یہ واقعہ یکم جون ۲۰۲۲ء کو پیش آیا تھا۔ (جنگ کراچی، ۳ جون ۲۰۲۲ء)

☆ ۳ جون کو امریکی ریاست ”ویکون سن“ کے قبرستان میں ایک شہری نے اچانک فائزگ کر کے کئی آدمیوں کو رُخی کر دیا تھا۔ (جنگ کراچی، ۳ جون ۲۰۲۲ء)

☆ ۱۲ جون ۲۰۲۲ء کو پورے امریکہ میں فائزگ سے ہلاکتوں کے خلاف مظاہرے کیے گئے جن میں خواتین بھی شریک تھیں۔ مظاہرین بندوقوں کی محلی تجارت پر پابندی لگانے اور شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ (جنگ کراچی، ۱۳ جون ۲۰۲۲ء)

☆ امریکہ میں حکومت نے پہلی بار ”گن کنزول“ مل منظور کیا تا کہ عوام کی جان و مال کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔ (جنگ کراچی، ۲۵ جون ۲۰۲۲ء)

☆ ورجینیا امریکہ میں ایک چھ سالہ بچے نے دوران کلاس اپنی ۳۰ سالہ ٹیچر کو گولی مار کر رُخی کر دیا۔ پولیس جیران ہے کہ اس چھوٹے بچے کے پاس آتشیں اسلحہ کہاں سے آیا اور اس نے اسے چلانا کہا سے سیکھا! (جنگ کراچی، ۸ جنوری ۲۰۲۳ء)

☆ ایک رپورٹ کے مطابق، سال ۲۰۲۲ء کے دوران امریکہ میں mass shooting کے گل ۶۹۵ واقعات رومنا ہوئے جن میں ۷۲ افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ رُخی ہونے والوں کی تعداد ۲۹۰۰ کے قریب تھی۔ ان میں ۵ واقعات کی تعلیمی ادارے میں جبکہ ۲ عبادت گا ہوں میں ہوئے۔

کے لیڈروں سے تبادلہ خیال کیا۔ پھر شملہ کی دوسری کانفرنس بلائی گئی جس میں گفت و شنید کے لیے کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ کے چار چار نمائندے ایک کمیٹی کی شکل میں شامل ہوئے۔

۲۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو تحدہ ہندوستان کا آخری و اسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن ہندوستان آگیا اور ۲۳ مارچ کو سابق و اسرائے لارڈ دیول لندن روانہ ہو گیا۔ اس تبدیلی کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسا کانگریس کی ریشہ دو ایوں کے سبب کیا گیا، کیونکہ کانگریس کی نظر میں لارڈ دیول کا قصور یہ تھا کہ اس نے عبوری حکومت میں مسلم لیگ کو کانگریس کے برابر جگہ دی۔

کابینہ مشن نے ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء کو ایک فارمولے کی طرف پیش رفت کرتے ہوئے اعلان کیا جس کے اہم نکات یہ ہیں:

(۱) ہندوستان کی ایک وفاقی حکومت ہو جو برطانیہ ہند اور ریاستوں پر مشتمل ہو۔ دفاع، خارجہ امور اور مواصلات کے ملکے مرکز کے پاس ہوں اور اس کو نیکیں لگانے کا اختیار بھی ہو۔

(۲) مذہبی بینادوں پر صوبوں کے تین گروپ بنائے گئے۔ پہلے گروپ میں ہندو اکثریت کے صوبے یوپی، ہی پی، مدراس، بھارتی، بہار اور اڑیسہ شامل تھے۔ دوسرا گروپ مسلم اکثریت کے صوبوں پر مشتمل تھا جس میں پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان شامل تھے۔ تیسرا گروپ میں مشرقی مسلم صوبے بنگال اور آسام شامل تھے۔

(۳) صوبے اور ریاستیں وفاقی کی بنیادی اکائیاں ہوں گی۔ چند طے شدہ ملکوں کے علاوہ باقی تمام ملکے صوبوں کی تحریک میں ہوں گے۔ ریاستیں جو اختیارات حکومت کو سونپ دیں گی ان کے علاوہ باقی تمام اختیارات اپنے پاس رکھیں گی۔

(۴) صوبوں کا ہر گروپ اپنے صوبوں کے لیے آئین و ضع کرے گا اور یہ بھی طے کرے گا کہ نئے انتخابات کے بعد کوئی بھی صوبہ اپنی آسمبلی کی اکثریت کی رائے سے اپنے گروپ سے الگ ہو سکے گا۔

(۵) دستور ساز آسمبلی میں نشتوں کی تقسیم اس طرح کی گئی: ٹکل ارکان ۳۸۵، مسلمانوں کی نشتوں ۸۷، سکھوں کے لیے ۲۷ اور دیسی ریاستوں کے لیے ۹۳ نشتوں۔

(۶) دس سال بعد ہر صوبہ آسمبلی کی اکثریت کی خواہش پر اپنی حیثیت کو تبدیل کرنے کا بجا ہو گا۔

ایک تاریخ ساز دن

انور بشیر

۳ جون ۱۹۴۷ء مللتِ اسلامیہ کی تاریخ میں بے حد اہمیت و افادیت کا حامل ہے۔ اس تاریخ ساز دن ہندوستان کی تقسیم اور دنیا میں ایک نئی اسلامی مملکت کے قیام کا اعلان ہوا۔ اس سے پہلے ہندوستان کا آئینی مسئلہ حل کرنے کے لیے حکومت ہند نے ۱۹۴۵ء تک جتنی بھی کوششیں کیں وہ ناکام رہیں۔ جولائی ۱۹۴۵ء کے آخر میں برطانیہ میں نئی لیبر حکومت بر سر اقتدار آئی جس کے وزیر اعظم لارڈ ایٹلی تھے۔ لیبر حکومت نے یہ مسئلہ براہ راست اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اس زمانے میں ہندوستان کے انگریز و اسرائے لارڈ دیول تھے۔ ۱۹۴۶ء کے شروع میں برطانیہ کی حکومت نے تین وزراء پر مشتمل ایک مشن ہندوستان بھیجا تاکہ مقامی لیڈروں سے مل کر کوئی قابل قبول آئینی فارمولہ وضع کیا جاسکے۔ ۱۵ مارچ ۱۹۴۷ء کو وزیر اعظم لارڈ ایٹلی نے برطانوی پارلیمنٹ سے اپنے خطاب میں کہا: ”میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ایک ایسے ملک کے بارے میں اظہارِ خیال کر رہا ہوں جس میں نسلوں، مذاہب اور زبانوں کے کئی مجموعے ہیں۔ اس کے علاوہ جو مشکلات پیدا ہو رہی ہیں ان سے بھی واقف ہوں لیکن ان مشکلات پر صرف ہندوستان کے لوگ ہی قابو پاسکتے ہیں۔ اقلیتوں کے حقوق کا ہمیں پورا خیال ہے مگر کسی اقلیت کو اکثریت کی راہ میں وینوکار و اٹکانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔“

اس تقریر کے جواب میں قائد اعظم محمد علی جناح نے ۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ایک بیان میں کہا: ”یہاں ویٹو برئے یا اکثریت کی راہ روکنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس پر یہ مثال صادق آتی ہے کہ ایک مکڑی نے مکھی کو اپنے محل میں آنے کی دعوت دی، اب اگر مکھی انکار کرتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ویٹو استعمال کیا جا رہا ہے، لیکن مکھی ضدی ہے۔“

یہ کابینہ مشن تھا جس کے ارکان وزیر امور ہند لارڈ پیٹھک لارنس، سر سٹیفورڈ کرپس اور اے وی ایگرینڈر تھے۔ یہ مشن ۲۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو ہندوستان پہنچا اور مختلف سیاسی جماعتوں میثاق ————— (79) ————— جون 2023ء

- (۳) سندھ اور آسام کے مستقبل کا فیصلہ ان صوبوں کی اسمبلیاں کریں گی۔
- (۴) صوبہ سرحد اور آسام کے ضلع میں استحواب رائے کرایا جائے گا جس کے بعد یہ فیصلہ ہو گا کہ وہاں کے باشندے کس ملک میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔
- (۵) ریاستوں کو یا اختیار حاصل ہو گا کہ وہ ہر دو ملکتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ الحاق کر لیں۔
- (۶) برصغیر کی سلسلہ افواج اور مشترکہ اثناؤں کی تقسیم کر دی جائے گی۔
- قائدِ عظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلم لیگ اور کانگریس نے تقسیم ہند کے اس منصوبے کو قبول کر لیا جس کا اعلان آں انڈیا یڈیو سے نشری تقریروں کے ذریعے کیا گیا۔ اس طرح پاکستان کے قیام کی راہ ہموار ہوئی اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو اس کا وجود بھی عمل میں آ گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ دن انتہائی اہم ہے جسے جوش و جذبے کے ساتھ منایا جانا چاہیے۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے "شعبہ تحقیق اسلامی" (IRTS)
کے ذریعہ انتظام الباری عالمہ داود عاصم کی ویب سائٹ

● www.tanzeemdigitallibrary.com بانی ترتیم و صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات و تصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایہل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔

● www.giveupriba.com انسدادوس کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن و سنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتضیات اور شرق و غرب کے نامور مفکرین کے اقوال و تحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

● www.hafizahmedyar.com پروفیسر حافظ احمد یاڑا (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی و قرآن اکیڈمی لاہور) کا علی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی و تحریکی ترکیب، بیانیت قرآن و آڈیو تفسیر قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

- (۷) دس سال کے لیے مرکز میں ایک عبوری حکومت ہو گی جس میں کانگریس کے علاوہ اس کے نامزد پانچ ہندو اچھتوں سمیت مسلم لیگ کو پانچ، پارسیوں کو ایک، سکھوں کو ایک اور عیسائیوں کو ایک نشست دی جانا تھی۔
- (۸) ہر پارٹی کے لیے لازم ہے کہ اس فارمولے کو بحیثیت مجموعی قبول یا رد کر دے۔ جو پارٹی اس کو جزوی یا کلی طور پر مسترد کر دے گی اس کو حکومت میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ابتداء میں مسلم لیگ نے اس فارمولے کو مشروط طور پر قبول کیا تھا مگر بعد میں مسترد کر دیا۔ اس فارمولے کی روشنی میں ہندوستان میں ایک عبوری حکومت قائم کی گئی جس کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو تھے۔ اس پر مسلم لیگ نے کابینہ مشن کے فارمولے کی منظوری کا فیصلہ واپس لے لیا اور ۱۲ اگست کو ”یوم راست اندام“ منایا۔ تاہم بعد میں قائدِ عظم محمد علی جناح کے ساتھ مذاکرات کے بعد مسلم لیگ کو بھی عبوری وزارت میں شامل کر لیا گیا۔ ۱۲۶۰ تو برمسلم لیگ کابینہ میں شامل ہو گئی۔ مسلم لیگ کے وزراء میں لیاقت علی خان، آئی آئی چندر بیگ، سردار عبدالرب نشتر اور جو گنر ناتھ شامل تھے۔ لیاقت علی خان نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے اپنا مشہور بجٹ پیش کیا تھا جس کو ”غیریب آدمی کا بجٹ“ کہا جاتا ہے۔ اس زمانے میں سی لارڈویول کی جگہ لارڈ ماڈنٹ نہیں ہندوستان کے واکرائے مقرر ہو چکے تھے۔

- لارڈ ماڈنٹ نہیں میں ۱۹۴۷ء میں برطانیہ گئے اور وزیر اعظم لارڈ ایٹلی اور دوسرے برطانوی لیڈروں سے بات چیت کے بعد واپس ہندوستان آ کر طویل مذاکرات کیے۔ ہندوستان کے اہم لیڈروں کی ایک اہم کافرنس بلائی، جس کے شرکاء میں پنڈت جواہر لال نہرو، قائدِ عظم محمد علی جناح، سردار پیلی، اچاریہ کر پلانی، لیاقت علی خان، سردار عبدالرب نشتر اور سردار بلدیو سنگھ قابل ذکر ہیں۔ اسی کافرنس میں ہندوستان کی تقسیم کا منصوبہ پیش کیا گیا، جس منصوبے کا اعلان ۳ جون ۱۹۴۷ء کو کیا گیا، جس کے اہم نکات یہ ہیں:
- (۱) برصغیر میں دو الگ ملکتیں قائم کر دی جائیں جو شروع میں نوآبادیاتی حیثیت کی حامل ہوں گی۔
- (۲) پنجاب اور بہگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اور حد بندی کمیشن بھی مقرر کیے جائیں گے۔

Kausar
BANASPATI & COOKING OILS
کچھ خاص ہے کافی ہے

KausarCookingOils

جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع



جاری کردہ
ڈاکٹر اسرار احمد

روحانی القراءۃ کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

۴۱ سال سے باقاعدگی
سے جاری تکمیلی سلسلہ

مضا میں تدریس

پارٹ ۱ (سال اول) برائے مردوں خواتین

- تحویل و ناظرہ
- عربی گرامر (صرف و نحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیر و لغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکم کی تکمیلی و عملی رہنمائی
- سیرت و شہادت ایجی ملک تبلیغ
- مطلاع حدیث و اصطلاحات حدیث
- کفر و اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیات اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سال دوم) برائے مردوں حضرات

- عربی زبان و ادب
- أصول تفسیر
- تفسیر القرآن
- أصول حدیث
- دریں حدیث
- أصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (علمایہ)
- اضافی محاضرات

لیاں تدریس پیر تاج جمعہ

☆ رجسٹریشن کم رضامن سے شروع ہے۔ ☆ انٹرو یو 15 اگست
آغاز کا 16 اگست 2023 (ان شاء اللہ)

اوقات تدریس:
ص 15:00 بج 12:50

نوٹ: بیرون لاہور ہائی صرف مردوں حضرات کے لیے ہائی محدود کمیت موجود ہے۔
لہذا خواہشمند حضرات پبلے سے اپنی رجسٹریشن کروالیں۔

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
email: irts@tanzeem.org
www.tanzeem.org

ڈاکٹر اسرار احمدی خدمت قرآنی کا مرکز — قرآن اکیڈمی

مزید تفصیلات کے لئے
www.tanzeem.org (بجزء) 03161466611 - 04235869501-3
مرکزی احمدی عجمم ام القراءۃ لامور